عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۲۰ | ۹ تا ۱۵ شوال ۱۴۲۱ھ مطابق ۵ تا ۱۱ جنوری ۲۰۰۱ء | شمارہ نمبر ۳۳

Email: webmaster@khatme-nubuwwat.org

بیمار پرسی کا ثواب

قرض کا لین دین

قادیانیوں سے خطاب

قادیانیت کی یلغار

مسلمانوں کے لئے لمحۂ فکریہ

اسلام کا روشن مستقبل

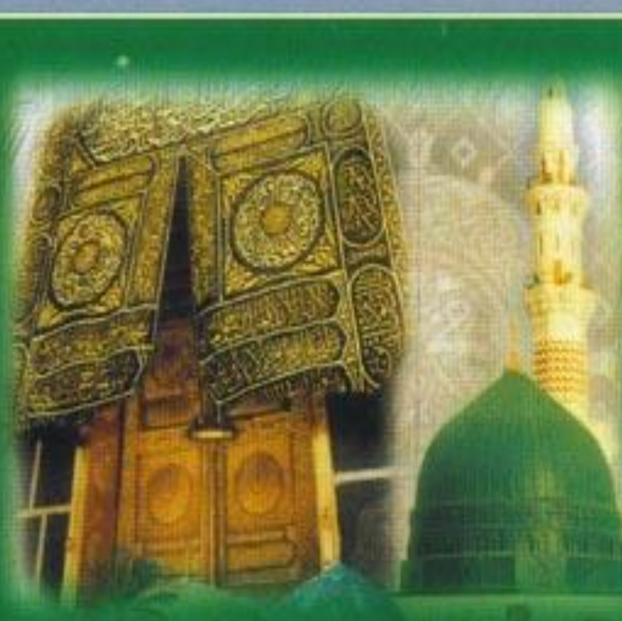

قیمت: ۵ روپے

قضا روزوں کا بیان

بلوغت کے بعد اگر روزے چھوٹ جائیں تو کیا کیا جائے؟

س…… بچپن میں مجھے والدین روزہ رکھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ تم پر روزے ابھی فرض نہیں ہیں میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ میں بالغ تھا اور میرے خیال کے مطابق میں نے چار پانچ سال کے بعد روزے رکھنے شروع کئے۔

ج…… بالغ ہونے کے بعد سے جتنے روزے آپ نے نہیں رکھے ان کی قضا لازم ہے۔ اگر بالغ ہونے کا سال ٹھیک سے یاد نہ ہو تو اپنی عمر کے تیرھویں سال سے اپنے آپ کو بالغ سمجھتے ہوئے تیرھویں سال سے روزے قضا کریں۔

کئی سالوں کے قضا روزے کس طرح رکھیں؟

س…… اگر کئی سال کے روزوں کی قضا کرنا چاہے تو کس طرح کرے؟

ج…… اگر یاد نہ ہو کہ کس رمضان کے کتنے روزے قضا ہوئے ہیں تو اس طرح نیت کرے کہ سب سے پہلے رمضان کا پہلا روزہ جو میرے ذمہ ہے اس کی قضا کرتا ہوں۔

قضا روزے ذمہ ہوں تو کیا نفل روزے رکھ سکتا ہے؟

س…… میں نے سنا ہے کہ فرض روزوں کی قضا جب تک پوری نہ کریں تب تک نفل روزے رکھنے نہیں چاہئیں، کیا یہ بات درست ہے، مہربانی فرما کر اس کا جواب دیجئے۔

ج…… درست ہے کیونکہ اس کے حق میں فرض کی قضا زیادہ ضروری اور اہم ہے، تاہم اگر فرض قضا کو چھوڑ کر نفل روزے کی نیت سے روزہ رکھا تو نفل روزہ ہوگا۔

کیا قضا روزے مشہور نفل روزوں کے دن رکھ سکتے ہیں؟

س…… رمضان شریف میں جو روزے مجبوری کے دنوں میں چھوٹ جاتے ہیں ان کو ہم شمار کرکے دوسرے دنوں میں رکھتے ہیں اگر ان روزوں کو ہم کئی بڑے دن جس دن روزہ افضل ہے یعنی ۱۴ شعبان، ۲۷ رجب وغیرہ کے روزے، اس دن اپنے قضا روزے کی نیت کرلیں تو یہ طریقہ ٹھیک ہے یا پھر وہ روزے الگ رکھیں اور ان چھوٹے ہوئے روزوں کو کسی اور دن شمار کریں۔ مہربانی کرکے اس کا حل بتائیے کیونکہ میں نے ۲۷ رجب کو سحری کے وقت اپنے قضا روزے کی نیت کرلی تھی۔

ج…… قضا روزوں کو سال کے جن دنوں میں بھی قضا کرنا چاہیں قضا کرسکتے ہیں صرف پانچ دن ایسے ہیں جن میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں۔ دو دن عیدین کے اور تین دن ایام تشریق ذوالحجہ کی گیارھویں بارھویں تیرھویں تاریخ۔

روزے چھوڑ دیئے تو قضا کرے ورنہ مرتے وقت فدیہ کی وصیت کرے

س…… میری طبیعت کمزور ہے، کبھی تو سارے روزے رکھ لیتی ہوں اور کبھی دس چھوڑ دیتی ہوں، اب تک ستر (۷۰) روزے مجھ پر فرض چھوٹ چکے ہیں۔ میں نے حساب لگا کر بتایا ہے، خدا مجھے ہمت دے کہ ان کو بخوبی ادا کرسکوں (آمین) لیکن اگر خدانخواستہ اتنے روزے نہ رکھ سکوں تو اس کے لئے مجھے کیا کرنا چاہئے کہ مجھے کوئی گناہ نہ ہو، پچھلے ہفتے ایک بہن کے اس قسم کے سوال کا جواب سن کر مجھے بہت فکر ہوئی کہ واقعی ہم کتنے بے خبر ہیں؟

ج…… جو روزے ذمہ ہیں ان کی قضا کرنا چاہئے۔ خواہ چھوٹے دنوں میں قضا کرلئے جائیں، لیکن اگر خدانخواستہ قضا نہ ہوسکیں تو مرتے وقت وصیت کردینی چاہئے کہ ان کا فدیہ ادا کردیا جائے۔

"ایام" کے روزوں کی قضا ہے نمازوں کی نہیں

س…… "ایام" کے دنوں کے روزوں اور نمازوں کی قضا لازم ہے یا نہیں۔

ج…… عورت کے ذمہ خاص ایام کی نمازوں کی قضا لازم نہیں۔ روزوں کی قضا لازم ہے۔

"ایام" کے روزوں کی صرف قضا ہے کفارہ نہیں

س…… "ایام" کے دنوں میں جو روزے ناغہ ہوتے ہیں کیا ان کی قضا اور کفارہ دونوں ادا کرنا پڑیں گے؟

ج…… نہیں! بلکہ صرف قضا لازم ہے۔

"نفاس" سے فراغت کے بعد قضا روزے رکھے

س…… میری بیوی نے رمضان سے ایک ہفتہ قبل جڑواں بچوں کو جنم دیا، اس نے چلہ نہانا تھا۔ ظاہر ہے روزے نہ رکھ سکی۔ اب بتائیے کہ اگر وہ بعد میں قضا روزے نہ رکھے، سستی کرے یا نہ رکھنا چاہے یا بچوں کو دودھ پلانے کے چکر میں معذوری کا اظہار کرے تو کیا وہ روزے کا فدیہ دے سکتی ہے؟

ج…… فدیہ دینے کی اجازت صرف اس شخص کو ہے جو بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو، اور نہ آئندہ پوری زندگی میں یہ توقع ہو کہ وہ روزہ رکھنے پر قادر ہوگا۔ آپ کی اہلیہ اس معیار پر پوری نہیں اترتیں، اس لئے ان پر ان روزوں کی قضا لازم ہے۔ خواہ سردیوں کے موسم میں رکھ لیں۔ فدیہ دینا ان کے لئے جائز نہیں۔

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوۃ

۲۵تا۲۹ شوال ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۵ تا ۳۱ جنوری ۲۰۰۱ء

جلد: ۱۹ — شمارہ: ۳۳

سرپرست اعلیٰ: حضرت خواجہ خان محمد

سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان

مدیر: مولانا اللہ وسایا

☆ بیاد گار ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مفتی نظام الدین شامزی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆............☆............☆

سرکولیشن منیجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم کمپیوزنگ: محمد فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۵ روپے سالانہ ۲۵۰ روپے
ششماہی ۱۳۰ روپے

چیک و ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ ۱۸۹۹
کراچی (پاکستان) ارسال کریں

اس شمارے میں

قادیانیت کی یلغار .... مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ!! .... (اداریہ) 4
قادیانیوں سے خطاب .... (مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف) 6
قرض کا لین دین .... (جناب محمد اکرم نقل) 11
اسلام کا روشن مستقبل .... (مولانا محمد جاوید اشرف میرٹھی) 16
والد پر ثواب کا ثواب .... (مبین ٹرسٹ، اسلام آباد) 19
مسئلہ کشمیر اور فتنہ قادیانیت .... (جناب محمد طاہر رزاق) 23
اخبار ختم نبوت 27

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ، ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانیت کی یلغار

مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ!!

موجودہ حکومت کے قیام کے بعد ایک سیاسی خلاً پیدا ہونے سے بہت سے معاملات تشویشناک حد تک غلط رخ اختیار کر چکے ہیں، جن میں قادیانیت اور عیسائیت کی مذموم سرگرمیوں کا یکدم بڑھ جانا سر فہرست ہے۔ ۱۲/ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو جب آئین معطل کیا گیا تو مرزا طاہر کی طرف سے اعلان ہوا کہ: ''قادیانیت کو فتح ہوگئی اور پاکستان میں آئین معطل ہونے کی وجہ سے اب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی ترامیم اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس غیر مؤثر ہوگیا، اس لئے قادیانی اطمینان کے ساتھ اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔'' اس تاکید کی روشنی میں قادیانیوں نے شرارتوں کا آغاز کردیا۔ شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے خلاف آواز اٹھائی، جنرل پرویز مشرف اور حکومت پر دباؤ ڈالا کہ وہ فوری طور پر اس سلسلے میں واضح اعلان کرے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماً اسلام نے آواز احتجاج بلند کی اور مولانا شاہ احمد نورانی کی مشاورت سے آل پارٹیز کانفرنس کا انعقاد کیا گیا اور ۱۹/ مئی کو ہڑتال کا اعلان کیا گیا۔ ڈاکٹر محمود غازی رکن سیکورٹی کونسل اور وزارت قانون کی طرف سے وضاحت جاری ہوئی کہ آئین معطل نہیں ہے اس کی دفعات برقرار ہیں، جن میں قادیانیت سے متعلق ترامیم اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری ہے، مگر اس وضاحت کو شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ترجمان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور دینی جماعتوں نے قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ جب تک عبوری آئین میں یہ دفعات شامل نہیں ہوتیں دینی جماعتیں تحریک جاری رکھیں گی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اعلامیہ جاری کیا کہ عبوری آئین میں شمولیت کے علاوہ اور کوئی وضاحت قبول نہیں کی جائے گی۔ ۱۸/ مئی کو حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو دن دہاڑے شہید کردیا گیا۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ ان کو اس بنا پر شہید کردیا گیا کہ علماً کرام اور دینی جماعتیں اس مطالبہ سے دستبردار ہوجائیں لیکن ۱۸/ مئی کو لاکھوں افراد کی جنازہ میں شرکت اور پورے پاکستان میں بھرپور احتجاج نے ایک طرف شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی قربانی کو قبول کرنے کی نوید سنائی دوسری طرف اس مطالبہ میں شدت پیدا کردی اور ۱۹/ مئی کو ایسی تاریخی ہڑتال ہوئی کہ حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پڑے، حالانکہ اس ہڑتال کو ناکام بنانے کے لئے سرکاری مشنری اور وزراً مصروف عمل تھے۔ جنرل مشرف چوتھے دن تعزیت کے لئے آئے تو شہید ختم نبوت کے صاحبزادگان اور متوسلین نے قاتلوں کی گرفتاری کے بجائے مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے اس مطالبہ کو پورا کرنے کا مطالبہ کردیا، جس پر جنرل مشرف نے کہا کہ: ''ہم نے نوٹ کرلیا جلد ہی اس کا اعلان کردیا جائے گا۔ چند روز بعد حکومت کی طرف سے قادیانیت سے متعلق ترامیم، امتناع قادیانیت آرڈی نینس، اسلامی دفعات کو عبوری آئین (پی سی او) میں داخل کرنے کا اعلان کردیا گیا۔ اس طرح شہید ختم نبوت کا خون رنگ لایا اور قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر اور ان کے بقول لاکھوں قادیانیوں کا منہ کالا ہوا اور وہ ایک دفعہ پھر ۱۹۸۴ء کی طرف منہ لٹکائے پھرتے نظر آنے لگے اور مسلمانوں کے چہروں پر خوشی اور انبساط کی کیفیت طاری ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے عقیدۂ ختم نبوت کو بلند کیا اور جھوٹے مدعیان نبوت کو دنیا ہی میں روسیاہ کیا۔ مرزا طاہر اور ان کے حواری قادیانی جماعت بجائے اس کے کہ اس آئینی دفعات کو تسلیم کرلیتی اور اپنے مرزا غلام احمد قادیانی کے بقول: ''ہم مسلمانوں سے الگ ہیں'' کے نظریہ کو تسلیم کرکے غیر مسلموں کی فہرست میں شامل کرلیتی مگر عقیدۂ ختم نبوت

ختم نبوۃ

کے یہ قزاق کہاں چین سے بیٹھ سکتے ہیں؟ مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک ان کا ایک ہی مقصد ہے کہ مسلمانوں کو کس طرح تباہ و برباد کردیں (مگر جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے)۔ مرزا طاہر نے کہا کہ: "ہم اس عبوری آئین کو نہیں مانتے، موجودہ حکومت بھی مولویوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن گئی ہے، ملا اس پر مسلط ہو گئے ہیں، یہ حکومت بھی تباہ ہو گی۔" اس کے بعد عیسائیوں کے ساتھ مل کر قادیانیوں نے پاکستان میں شرارت کا آغاز کردیا۔ عیسائیوں کو اکسا کر اقلیتوں کے حقوق کا نعرہ لگایا، کئی جگہ فسادات کرانے کی کوشش کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور علماء کرام نے ان کو ناکام بنادیا تو مرزا طاہر نے اعلان کیا کہ پاکستان میں چند سالوں میں قادیانی اسٹیٹ بنائی جائے گی، ادھر عیسائیوں کی طرف سے منصوبہ پیش کیا گیا کہ پنجاب کے ایک خطہ میں عیسائی ریاست بنائی جائے گی، اس سلسلے میں این جی اوز نے اپنی سرگرمیوں کو تیز کردیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، جمعیت علماء پاکستان کے رہنماؤں حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اکرم طوفانی، مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا گل نصیب، مولانا شاہ احمد نورانی، شاہ فرید الحق، صوفی ایاز خان نیازی نے ان دونوں منصوبوں کو خاک میں ملانے کے لئے جدوجہد شروع کی اور واضح اعلان کیا کہ اس منصوبہ کا خواب شرمندہ تعبیر ہونے نہیں دیا جائے گا۔ اس صورت حال کے بعد قادیانی تلملا کر اوچھی حرکتوں اور ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں، مغرب اور امریکہ کی خوشنودی کے لئے وہ حیلے بہانے تلاش کررہے ہیں۔ ایسی صورت میں دو راستے ہیں ایک تصادم کا جس سے قادیانیوں کو فائدہ ہوگا، اس لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس سے گریز کررہی ہے اور گزشتہ سو سال سے اس نے اس تصادم سے دور رہ کر آئین اور قانون کے دائرہ میں اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی ہے جبکہ دوسرا حکومت کی جانب سے حل کرنے کا ہے اور وہی صحیح راستہ ہے کہ ہر اقلیت خصوصاً قادیانیوں کو آئین کا پابند کیا جائے۔ بدقسمتی سے ہمارے حکمران امریکہ اور مغرب سے بہت زیادہ مرعوب ہوتے ہیں اور ہمیشہ ان کا رویہ معذرت خواہانہ ہوتا ہے حالانکہ جب آئین اور قانون موجود ہے تو پھر معذرت کی کیا ضرورت؟

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یہ سمجھتی ہے کہ آئین اور قانون کی بالادستی کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یا مسلمان جب بھی سرکاری افسران، ایس ایس پی، ڈی ایس پی وغیرہ کو قادیانیوں کی شرانگیزی کی طرف متوجہ کرتے ہیں تو وہ قادیانیوں کی اس غیر آئینی سرگرمیوں کو روکنے کے بجائے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور مسلمانوں کو تلقین کرتے ہیں کہ وہ خاموش ہو جائیں۔ ایسی صورت حال میں مسلمانوں میں اشتعال کا پیدا ہونا فطری بات ہے، اس لئے ہمارا حکومت سے مطالبہ ہے کہ فوری طور پر قادیانیوں کو آئین کا پابند بنایا جائے، ان کو مسلمان کہنے یا کہلوانے سے روکا جائے۔ ان کو عبادت گاہوں کو مسجد کی شکل میں بنانے سے روکا جائے، کلمہ طیبہ آویزاں کرنے اور قرآن کریم کی توہین سے روکا جائے۔ عظمت قرآن کے جلسے اور اعتکاف کی محفلیں منعقد کرنے سے روکا جائے، کلیدی آسامیوں سے ان کو ہٹایا جائے، اگر حکومت نے قادیانیوں کو قوانین کا پابند نہیں بنایا تو ایسا خونی فساد کا اندیشہ ہے جس کا خمیازہ حکومت کو بھگتنا پڑے گا۔ مسلمان تو شہادت کے آرزومند ہوتے ہیں، ان کے لئے یہ سستا سودا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل ہو جائے گی۔ حکومت ٹال مٹول کی پالیسی کے بجائے ایک مضبوط پالیسی پر عمل کرے، آئین کے پابند مسلمان بھی ہیں اور قادیانی بھی، ہماری انتظامیہ مسلمانوں کی مسجد تو سیل کرا دیتی ہے مگر قادیانیوں کی عبادت گاہ جو کہ غیر قانونی طور پر تعمیر ہو رہی ہے اس کو نہیں روکتی۔ راولپنڈی میں عرصہ دراز سے مری روڈ پر غیر قانونی قادیانیوں کی عبادت گاہ ہے، اس کو توڑنے کے بجائے مری روڈ کی توسیع کا منصوبہ ختم کردیا گیا، جس سے لاکھوں مسلمانوں کی پریشانی حسب سابق ہے۔ کینٹ بازار فیصل کالونی کراچی، لاہور اور دیگر مقامات پر غیر قانونی طور پر بننے والی قادیانیوں کی مسجد کی شکل میں عبادت گاہیں موجود ہیں۔ عدالتی فیصلے کے باوجود انتظامیہ قانون پر عمل نہیں کراتی جس سے اشتعال پھیلا ہوا ہے، اس لئے اس کا ایک ہی حل ہے کہ حکومت آئین اور قانون پر عملدرآمد کرائے ورنہ ایک دفعہ مسلمانوں نے جہاد کا راستہ اختیار کرلیا تو حکومت کے لئے مشکلات ہی ہوں گی۔

ختم نبوۃ

مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف

قادیانیوں سے خطاب

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام
علی من لا نبی بعدہ اما بعد!

سب سے پہلے تو اس صورت واقعہ سے آگاہ ہو جایئے کہ آپ ہماری ان تقریروں، تحریروں اور گفتگوؤں سے جو ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے قادیانیت کے عنوان پر کرتے ہیں اگر آپ کبھی محسوس کرتے ہیں کہ ہم آپ کے مخالف ہیں اور آپ کے بارے میں ہمارے جذبات میں تلخی ہے تو آپ ہمیں اس میں معذور خیال کیجئے جب ہم دیانتداری سے یہ سمجھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ نبوت میں سچا نہیں ہے اور آپ مسلمانوں کو اس کی دعوت دیتے ہیں یا آپ مسلمانوں میں سے بعض افراد کو اپنے اندر جذب کر کے اپنی جماعت کو منظم و مضبوط بناتے چلے جاتے ہیں اور پھر براہ راست اس امر کی کوشش کرتے ہیں کہ ملک کو قادیانی اسٹیٹ بنائیں تو آپ کو اپنے مقاصد میں مخلص ماننے کے باوجود ہمارے اندر حفاظت ذات، حفاظت ملت اور حفاظت مملکت کا جذبہ ابھرتا نہ صرف یہ کہ ایک فطری جذبہ ہے بلکہ سچ یہ ہے کہ اگر یہ جذبات ہمارے دلوں میں موجزن نہ ہوں تو ہماری اسلامیت، ہماری ملی غیرت اور ہمارے جذبہ حب وطن کا دیوالہ پٹ جائے اور ہم بے حمیت بے غیرت ہو کر رہ جائیں، اس لئے یہ جذبات فطری ہیں اور اگر ان کے اظہار میں کچھ شدت محسوس ہو تو آپ اسے گوارا کریں اس لئے ہمارے نزدیک آپ ہمارے قصر ایمانی، ہمارے جسد ملی اور ہمارے محبوب ملک پر حملہ آور کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہم جو کچھ کر رہے ہیں مدافعانہ کر رہے ہیں۔

مگر یہ پہلو آپ پر واضح رہے کہ ہماری یہ مدافعت صرف اس لئے ہے کہ ہم اس امت کے افراد کو قادیانی ہونے سے بچانا اور اس مملکت کو قادیانی مملکت بنانے کے منصوبوں کو ناکام بنانا، اپنا دینی، ملی اور ملکی فرض سمجھتے ہیں اور یہ جو ہم آپ کو اپنے ایمان اپنے افراد اور اپنی مملکت پر حملہ آور خیال کرتے ہیں تو آپ کی اجتماعی حیثیت کے بارے میں ہم ایسا سمجھتے ہیں ورنہ جہاں تک آپ کے بحیثیت انسان اور حیثیت ایک فرد ہونے کا تعلق ہے، خدائے علیم و خبیر گواہ ہے کہ میرے دل میں اسی شدت کے ساتھ جس شدت کے ساتھ یہ پہلا جذبہ موجود ہے، دوسرا جذبہ یہ بھی موجزن ہے کہ آپ میں سے ایک ایک شخص کو اس غلط فہمی سے نکالا جائے، جس میں مبتلا ہونے کے باعث میرے نزدیک آپ اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو تباہ کر رہے ہیں۔

آپ کی مشکلات :

مزید برآں میرے دل میں آپ کے لئے ہمدردی کا جذبہ اس لئے بھی ہے کہ یہ بات میرے علم میں ہے کہ آپ میں سے جو اصحاب اخلاص، آج سے تیس چالیس برس قبل قادیان میں اور اب ربوہ (چناب نگر) میں اس مقصد کے لئے ہجرت کر کے آئے کہ وہ اپنے سلسلے کے "نبی" یا "خلیفہ" کے جوار میں رہائش اختیار کریں، انہوں نے انتہائی خوش اعتقادی کے تحت پہلے قادیان میں اور اب (ربوہ) چناب نگر میں قطعات اراضی خریدے اور اس کے بعد انہوں نے ہزاروں روپے صرف کر کے وہاں مکانات بنوائے، مگر ان کی قانونی پوزیشن قادیان میں بھی یہی تھی اور (ربوہ) چناب نگر میں بھی یہی ہے کہ وہ اپنے مکانات کی اراضی کے مالک نہیں ہیں۔ اراضی کی مالکہ "صدر انجمن احمدیہ" ہے اس نے (ربوہ) چناب نگر کی اراضی چند پیسے فی مرلہ کے حساب سے سابق پنجاب کے ایک انگریز گورنر کے عہد میں خریدیں اور سینکڑوں روپے اس وقت چناب نگر (ربوہ) میں زمین کی قیمت ہزاروں روپے مرلے سے تجاوز کر کے لاکھوں روپے تک پہنچی ہوئی ہے، مرلہ کے حساب سے اپنے معتقدین کے ہاتھوں فروخت کیں مگر اس فروختگی کا نرالا دستور یہ تھا کہ "صدر انجمن احمدیہ" قیمت وصول کرنے کے بعد بھی ان اراضی کی حسب سابق مالک رہی اور قطعات اراضی پر لاکھوں روپے صرف کرنے والے صرف ملبے کے مالک بنے۔

اسی طرح بعض معاشی انجمنیں بھی ہیں اور ان سے زیادہ معاشرتی انجمنیں آپ حضرات پر حاوی ہیں، قادیانی ہونے کے بعد رشتے ناطے قادیانیوں ہی سے ہوئے انہی رشتوں سے اولادیں ہوئیں، ترکے اور میراث کے مسائل پیدا ہوئے اور علی ہذا القیاس دوسرے بے شمار مسائل اور یہ بات کسی بھی ہوشمند سے مخفی نہیں کہ ہر شخص اپنے اندر یہ قوت نہیں رکھتا کہ حق ہی کی خاطر تمام مشکلات و مصائب کو برداشت کرے، ایسے

ایثار پیشہ اور عملاً آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے والے افراد بہت کم ہوتے ہیں۔

حضرات!

یہ سب مجبوریاں میرے سامنے ہیں اور انہی کی وجہ سے وہ فطری جذبہ جو میرے دل میں آپ حضرات کی بھی خواہی کا موجود ہے۔ ان مجبوریوں کے باعث اس میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے اور میں علیم و خبیر خدا کو گواہ بنا کر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کو قادیانیت کے دائرے سے نکال کر از سر نو اسلام کے حلقے میں لانے اور مرزا غلام احمد کی امت کے بجائے سید المرسلین و خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنانے کے لئے سراپا اضطراب ہوں۔

ہر شخص ہر معاملے میں غلط فیصلہ کر سکتا ہے۔ یہ فیصلہ اخلاص کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے اور بددیانتی کے ساتھ بھی، ہم مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعاوی، مہدویت، مسیحیت، ماموریت اور نبوت میں کاذب ہے اور میں آپ حضرات کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ رب ذوالجلال کی قسم میں مرزا غلام احمد کو کاذب یقین کرتا ہوں، اس کے تمام دعاوی کو غلط یقین کرتا ہوں اور یہ یقین رکھتا ہوں کہ ان کو نبی ماننا امت محمدیہ سے خارج ہو جانے کے مترادف ہے۔

مرزا غلام احمد کے سچے نہ ہونے کے دو اہم دلائل :

میرا یہ فیصلہ کن دلائل اور حقائق پر مبنی ہے۔ اس کی تفصیلات کا یہ موقع نہیں البتہ آپ حضرات کے سامنے میں سینکڑوں میں سے صرف دو باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں اور آپ حضرات کو متوجہ کرتا ہوں کہ یوم محشر کی جواب دہی اور ابدی نجات کی اہمیت اور ابدی عذاب کے خوف کا تصور کر کے ان باتوں پر غور کریں۔

پانچ اور پچاس کی بات :

قادیانی حضرات!

سب سے پہلے تو میں ایک انتہائی سادہ لیکن اہم اور واضح بات پیش کرتا ہوں۔ آپ میں سے ہر شخص بغیر کسی فلسفے اور منطق کی مدد سے یہ جانتا ہے کہ کوئی اجنبی نہیں اگر کوئی نوجوان اپنے بزرگ باپ کو پانچ روپے دے اور اس کا محترم باپ یہ کہے کہ یہ پانچ سو روپے میں تمہیں واپس لوٹا دوں گا۔ سعادت مند بیٹا روپے کی واپسی کا مطالبہ تو شدت سے نہ کرے لیکن جب کبھی باہمی حساب کتاب کا مرحلہ پیش آئے تو وہ عرض کرے کہ ابا جان! وہ پانچ سو روپے بھی تھے والد بزرگوار ہر موقعہ پر بات کا رخ بدل دیں اور بیٹے کو ٹال دیں آخر ایک دن وہ غصے میں آئیں، پہلے تو اپنے بیٹے کو سخت سست کہیں اس کے بعد فرمائیں اے نالائق یہ لو اپنی رقم جس کا مطالبہ تم کئی سال سے کر رہے ہو اور تم نے مدت سے پریشان کر رکھا ہے اور یہ فرمانے کے بعد وہ مبلغ پانچ روپے اپنے بیٹے کے ہاتھ میں تھما دیں۔

بیٹا عرض کرے، حضرت ابا جان! یہ کیا؟ میں نے تو آپ کے حسب ارشاد ۵۰۰ روپے دیئے اور آپ صرف پانچ عطا فرما رہے ہیں؟

پدر بزرگوار غصے سے لال پیلے ہو کر فرمائیں۔

نالائق کہیں کا، کیا تجھے اتنا بھی شعور نہیں کہ پانچ اور پانچ سو میں سوائے دو نقطوں کے فرق کیا ہے؟ ہم نے پانچ سو لئے تو پانچ ادا کر دینے سے پانچ سو کا حساب صاف ہوا، کیا تم نہیں جانتے کہ نقطے کی تو کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

حضرات! ایمانداری سے بتایئے کہ اس وقت اس سعادتمند بیٹے پر کیا گزرے گی؟ مانا کہ "باپ" کے بارے میں جذبات یہی ہونے چاہئیں کہ ان سے حساب کتاب کا تقاضا نہ ہی کیا جائے لیکن سوال یہ ہے کہ اگر "حساب" ہوا ہے اور لین دین طے پایا ہے تو یہ فلسفہ کہ پانچ روپے ادا کر دینے سے پانچ سو روپے ۵۰۰ میں صرف دو نقطوں کا فرق ہے اور نقطے بے حقیقت محض صفر ہوتے ہیں کیا اسے کوئی شخص باور کر سکتا ہے؟

اور اگر یہ معاملہ باپ بیٹے کے مابین نہیں۔ گاہک اور دوکاندار قرض خواہ اور قرض لینے والے اور بینک کے مابین ہو اور وہاں کوئی شخص یہ فلسفہ بگھارے کہ میں نے لیا تو پانچ ہزار روپے قرض تھا مگر ۵ اور ۵۰۰۰ میں بجز دو تین نقطوں کے فرق کیا ہے؟ تو خدارا غور کیجئے ایسے شخص کی دیانت کے بارے میں کیا فیصلہ کیا جائے گا اور چاہے وہ ہزار بار دوسروں کو قرض ٹھیک ٹھیک ادا کر چکا ہو اور بہت سے معاملات میں شرافت و صداقت کا مظاہرہ بھی کر چکا ہو تھا یہ ایک واقعہ کہ اس نے پانچ سو یا پچاس روپے لے کر پانچ روپے ادا کر دینے سے حساب بے باق ہونے کا اعلان کر دیا اور اس پر اصرار کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے اسے درست مانا جائے تو کیا کوئی ہوشمند انسان اسے "دیانتدار" تسلیم کرے گا؟ اور اگر یہ شخص امام مسجد ہو کہیں درس قرآن دے رہا ہو، کہیں وعظ کر رہا ہو، تو کون دیندار ہو گا جو خود گناہگار ہونے کے باوجود اس کے پیچھے نماز ادا کرنا پسند کرے گا اور اس کے وعظ اور اس کی دینی خدمات اور اس کے دینی جذبے سے متاثر ہو گا؟

حضرات!

اس سادہ سی حقیقت کو سامنے رکھئے اور پھر سنئے کہ مرزا غلام احمد نے جب تبلیغی میدان میں قدم رکھا تو انہوں نے اعلان کیا کہ وہ صداقت اسلام پر ایک کتاب لکھنا اور چھاپنا چاہتے ہیں۔ جس کے پچاس جزو ہوں گے اور ان پچاس اجزا کے

حساب سے انہوں نے لوگوں سے اس کتاب کی قیمت پیشگی وصول کی۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے کتاب کا پہلا جزو براہین احمدیہ حصہ اول کی صورت میں شائع کیا ایک طویل مدت تقریباً بیس سال کے عرصے میں انہوں نے تین جزو کتاب کے اور چھاپے، جو پیشگی قیمت ادا کرنے والوں کو بھیجے اس دوران لوگوں نے ان سے بارہا مطالبہ کیا وہ حسب وعدہ پچاس جزو اس کتاب کے پورے کریں مگر وہ ایسا نہ کر سکے بالآخر انہوں نے آخری ایام میں براہین احمدیہ کا پانچواں جزو شائع کیا، جن لوگوں نے ان سے بار بار تقاضا کیا تھا ان سے سخت سست گفتگو کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا:

"پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطے کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔" (دیباچہ براہین احمدیہ ص ۷)

مرزا غلام احمد کو نبی تسلیم کرنے والے دوستو! خدا کے لئے اپنی آخرت کو سامنے رکھ کر نجات اور ابدی عذاب کے مسئلے کی اہمیت کا کماحقہ، لحاظ کرتے ہوئے سوچئے کہ مرزا غلام احمد کا یہ کہنا کہ پانچ اور پچاس میں صرف ایک نقطے کا ہی فرق ہے دیانت و امانت اور صداقت و حق شناسی کے اعتبار سے کیا حیثیت رکھتا ہے اور اس عملی کردار کے بعد اگر وہ یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ انہیں خلق خدا کی اصلاح کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے تو ان کے اس دعویٰ کی حیثیت کیا ہے؟ کیا نبی اس سیرت اور کردار کے ہوا کرتے ہیں اور اگر نبی معاملات میں اس قسم کے انسان ثابت ہوں کہ پانچ سو لے کر پانچ ادا کریں اور بقیہ کو "نقطے" کہہ کر معاملہ صاف کر دیں تو اسی دنیا میں صداقت و امانت کا معیار کیا باقی رہے گا؟

ایک لطیفہ:

یہاں ایک لطیفہ بھی سن لیجئے ایک تقریر کے دوران میں نے شریک خطاب چند قادیانیوں کے سامنے اسی پانچ اور پچاس والے فلسفے کو بیان کیا تو ایک قادیانی کی چٹ آئی کہ حدیث کی وضاحت کیجئے جس میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص پانچ نمازیں ادا کرے گا، اسے پچاس نمازوں کا اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔

رقعہ لکھنے والے کا مدعا یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ پانچ نمازوں کو پچاس میں شمار کر سکتے ہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے کیوں جائز نہیں کہ وہ پانچ کو پچاس قرار دے کر حساب چکتا کریں۔

رقعہ لکھنے والے قادیانی نے بظاہر تو "ذہین" اور "مناظر" ہونے کا ثبوت پیش کیا لیکن کیا حقیقت یہی ہے؟ ان صاحب کا جواب تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان سے پچاس روپے لے کر پانچ ان کے ہاتھ میں تھما دے اور پانچ و پچاس میں صرف نقطے کا فرق کہہ کر ان کی دکان سے چلتا بنے اور یہ بھی بڑبڑاتا جائے کہ جب خدا نے پانچ نمازوں پر پچاس کے ثواب کا وعدہ کیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ میرے پانچ روپے پچاس شمار نہیں کئے جا سکتے؟ مجھے یقین ہے کہ اس قادیانی کو اس وقت اپنے رقعے کی صحیح تعبیر سمجھ میں آ جائے گی۔

لیکن تفنن بر طرف پانچ لے کر پچاس ادا کرنا تو دینے کی سخاوت اور اس کی عظمت و برتری کا ثبوت ہے، مگر پچاس وصول کر کے جو شخص پانچ پر ٹرخا دے، کیا اس کے بارے میں بھی یہی رائے قائم کی جائے گی؟ یا یہ کہ وہ دھوکے سے کام لے رہا ہے اور امانت و دیانت سے محروم ہے؟

منصب نبوت کی سطح؟

مرزا غلام احمد ...... کو نبی ماننے والے حضرات کی خدمت میں مجھے دوسری بات یہ پیش کرنا ہے کہ وہ عند اللہ مسئولیت کے تصور کو مستحضر کر کے سوچیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی "نبوت" ایسے آخری منصب کو کس پست سطح پر لے آئے؟ یہ بات تو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ متقی اور پرہیزگار انسان عام مسلمانوں سے سیرت و کردار اور اخلاق و معاملات میں بلند ہوتے اور جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے قرب، اپنی محبت اور اپنی ولایت سے سرفراز فرماتا ہے وہ سب سے زیادہ سربلند ہوتے ہیں اور اس معیار سے ان کی زندگیاں، پاکیزگی، تزکیہ نفس اور اعلیٰ اخلاق کا بہت اونچا نمونہ ہوتی ہیں۔

حضرات! جب تقویٰ، پرہیزگاری، محبت الٰہیہ اور ولایت کا یہ مقام ہے کہ جسے ان نعمتوں سے نوازا جائے وہ رذیل اخلاق سے پاک ہوتا ہے اور اعلیٰ اخلاقی قدروں کا قابل اتباع نمونہ ہوتا ہے، تو "نبوت" جو اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا عطیہ ہے وہ جن اشخاص کو اس سے سرفراز فرماتا ہے، ان کی بلندی اور تقویٰ کا تصور کون کر سکتا ہے؟ لیکن آیئے دیکھیں مرزا غلام احمد قادیانی کا تصور نبوت کیا ہے اور وہ اس آخری منصب الٰہیہ کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟

یہ میرے ہاتھ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تصنیف "دافع البلا" ہے۔ اس کتابچہ کے ص ۲ پر تنبیہ کے عنوان سے ایک ابتدائیہ ہے اس کے حاشیہ ص ۳، ۴ پر مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے بہت لوگوں کی نسبت اچھے تھے یہ ہمارا بیان محض نیک ظنی کے طور پر ہے ورنہ ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں خدا تعالیٰ کی زمین پر بعض راستباز اپنی راستبازی اور تعلق باللہ میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل اور اعلیٰ ہوں...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو موسیٰ علیہ السلام سے کمتر اور اس کی شریعت کے پیرو تھے اور خود کوئی کامل شریعت نہ لائے تھے، کیونکہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ بالاتفاق اپنے وقت کے تمام راستبازوں سے بڑھ کر تھے، جن لوگوں نے ان کو خدا بنایا ہے، جیسے عیسائی یا وہ جنہوں نے خواہ مخواہ خدائی صفات انہیں دی ہیں، جیسا کہ ہمارے اور خدا کے مخالف نام نہاد مسلمان وہ اگر ان کو اوپر اٹھاتے اٹھاتے آسمان پر چڑھادیں یا خدا کی طرح پرندوں کا پیدا کرنے والا قرار دیں تو ان کو اختیار ہے انسان جب حیا اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کرے، لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا، مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔"

حضرات! اس عبارت پر کسی قسم کے تبصرے سے پہلے دو باتیں ایسی ہیں جن پر آپ کی توجہ مبذول کرانا ازبس ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی جس شخصیت کے بارے میں "دافع البلا" میں گفتگو کر رہے ہیں، وہ خدا کے سچے نبی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں کوئی اور حقیقی یا فرضی شخصیت زیر بحث نہیں۔

اس وضاحت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی پر یہ اعتراض کیا گیا کہ انہوں نے خدا کے پاک نبی حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی توہین کی ہے اور ان پر وہی الزام عائد کئے ہیں، جو یہودی ان پر لگاتے تھے تو قادیانی مناظرین نے یہ عجیب عذر تراشا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جتنے الزامات لگائے ہیں اور جس قدر توہین کی ہے یہ اس یسوع کی ہے جس کے بارے میں عیسائیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ "ابن اللہ" ہونے کا مدعی تھا اور خود عیسائی اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ :

"وہ ایک کھاؤ پیو آدمی تھا، زانیہ عورتوں سے اس کے تعلقات تھے اور وہ شرابی بھی تھا اور بدکار عورتیں اپنی زنا کی کمائی سے خریدا ہوا عطر اس کے سر پر ملا کرتی تھیں۔"

ہر چند کہ یہ عذر، عذر لنگ کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ بات کسی معقول انسان کے لئے قابل قبول نہیں کہ عیسائیوں نے ایک فرضی یسوع کے بارے میں یہ باتیں کہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عیسائیوں نے "ابن اللہ" اسی مسیح ابن مریم کو کہا تھا جو اللہ کے نبی تھے، جن کا نام قرآن مجید میں عیسیٰ بھی آیا ہے اور مسیح بھی۔ خود قرآن مجید کی شہادت یہ ہے کہ :

"وقالت النصارىٰ المسيح ابن الله"

(سورۃ التوبہ : ۳۰)

ترجمہ :"اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں۔"

اور عجیب بات یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کو عیسیٰ ابن اللہ یا اللہ کہتے تھے، ابھی جو عبارت دافع البلا کی آپ نے سنی اس کے الفاظ بغیر کسی تشریح کے واضح ہیں کہ یہاں جو شخصیت زیر بحث ہے وہ کسی فرضی مسیح اور یسوع کی نہیں وہی، حقیقی مسیح علیہ السلام زیر بحث ہیں، جو خدا کے نبی تھے، موسیٰ علیہ السلام کے بعد تشریف لائے اور جنہیں مسلمان خدا کا سچا نبی تسلیم کرتے ہیں......

مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں :

"حضرت عیسیٰ جو موسیٰ سے کمتر اور اس کی شریعت کے پیرو تھے...... جن لوگوں نے ان کو خدا بنایا ہے جیسے عیسائی یا وہ جنہوں نے خواہ مخواہ خدا کی صفات انہیں دی ہیں۔ جیسا کہ ہمارے مخالف اور خدا کے مخالف نام کے مسلمان وہ اگر ان کو اوپر اٹھاتے اٹھاتے آسمان پر چڑھادیں یا عرش پر بٹھادیں یا خدا کی طرح پرندوں کا پیدا کرنے والا قرار دیں تو ان کو اختیار ہے، انسان جب حیا اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کہے اور جو چاہے کرے۔"

یہی نہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے "توضیح المرام" میں صراحت سے کہا کہ سیدنا مسیح علیہ السلام ہی کا نام عیسیٰ اور یسوع ہے اور انہی کے بارے میں احادیث میں وارد ہوا ہے کہ وہ آسمانوں پر اٹھائے گئے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے بعض تحریروں میں عیسائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ "یسوع" کو نبی اللہ مانو۔

ان تصریحات سے قادیانی مبلغین کے اس مغالطے کی اصل حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ جن مقامات پر مرزا غلام احمد قادیانی نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں برے خیالات کا اظہار کیا ہے وہاں مراد عیسیٰ علیہ السلام نہیں، ایک فرضی شخص یسوع ہے جس کے بارے میں عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ وہ ابن اللہ ہونے کا دعویدار تھا اور کردار کے اعتبار سے وہ شرابی بھی تھا اور بدکار عورتوں سے میل جول بھی رکھتا تھا۔

لیکن "دافع البلا" کی جو عبارت ابھی آپ کی خدمت میں پیش کی گئی۔ اس میں تو کوئی مغالطہ سعی بسیار کے باوجود پیدا نہیں کیا جاسکتا، اس

عبارت میں چار باتیں ہر اعتبار سے واضح ہیں۔

(۱)...... ایک تو یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی اس مقام پر جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ کسی فرضی یسوع کے متعلق نہیں بلکہ وہ ان حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے اور جن کے بارے میں مسلمان عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔

(۲)...... دوسری بات یہ واضح ہوتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ان مسیح ابن مریم علیہ السلام کے متعلق جو کچھ کہتے ہیں وہ کسی الزامی انداز میں نہیں کہتے بلکہ یہ ان کا اپنا عقیدہ ہے جسے وہ بیان کر رہے ہیں۔

(۳)...... تیسری حقیقت جو مرزا غلام احمد قادیانی نے یہاں بصراحت بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی نے جو باتیں بیان کی ہیں وہ نہ صرف یہ کہ ان کا اپنا عقیدہ ہیں بلکہ ان کے نزدیک یہ باتیں قرآن مجید سے ثابت ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا، مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔"

(۴)...... چوتھی بات اس مقام پر مرزا غلام احمد قادیانی یہ کہہ رہے ہیں کہ سیدنا مسیح علیہ السلام اور سیدنا یحییٰ علیہ السلام میں جو فرق پایا جاتا ہے اور جس فرق کو ملحوظ رکھ کر قرآن مجید نے یحییٰ علیہ السلام کو تو حصور کہا مگر حضرت مسیح علیہ السلام کو ایسا نہیں کہا وہ یہ ہے:

(الف) حضرت یحییٰ شراب نہیں پیتے تھے اور حضرت مسیح علیہ السلام شراب پیتے تھے۔

(ب) فاحشہ عورتیں اپنی حرام کی کمائی سے خریدا ہوا عطر حضرت مسیح کے سر پر ملا کرتی تھیں۔

(ج) بے تعلق جوان عورتیں حضرت مسیح کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ (د) حضرت مسیح ابن مریم نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی اور ان کے خاص مریدوں میں داخل ہوئے تھے۔

قادیانی دوستو! خدارا غور کرو! مرزا غلام احمد ایک شخص کو شرابی کہتے ہیں، بدکار عورتوں سے ان کا میل جول ثابت کرتے ہیں، فاحشہ عورتوں کی کمائی کو استعمال میں لانے والا اسے ثابت کرتے ہیں، بے حیا جوان عورتوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ: "وہ اس شخص کے بدن کو چھوا کرتی تھیں" لیکن وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ: "یہ شخص ایسا ہونے کے باوجود اور خود قرآن کی اس تصدیق کے باوجود کہ وہ ان جرائم کا مرتکب تھا مگر وہ شخص راستباز بھی تھا اور خدا کا نبی بھی۔" (نعوذ باللہ)

کیا اس سے زیادہ نبوت کے مقام کی تذلیل ممکن ہے؟ اور منصب نبوت کا معیار جو مرزا غلام احمد قادیانی نے مقرر کیا، اس پر کوئی شریف آدمی غور کرنے کے لئے تیار ہوگا؟ اور اگر خاکم بدہن نبی ہی حرام کمائی کا مال استعمال کرے، بدکار عورتوں سے تعلق رکھے، عصمت فروش نوجوان عورتوں سے تعلق کا مرتکب ہو اور اس کے ساتھ ساتھ وہ شرابی بھی ہو تو خدا کے لئے غور کرو قیامت کے دن کی ہولناکیوں کو سامنے رکھ کر سوچو کہ فاجروں اور بدکاروں کے بارے میں کیا رائے قائم کی جائے گی؟ اور نبوت کے جلیل انسانی منصب کو بے حیائی اور حرام خوری سے کس طرح الگ کیا جائے۔

كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا وتعالى الله عن ذالك علوا كبيرا وما علينا الا البلاغ

○

آیئے قرآنی تعلیمات کی اشاعت میں حصہ لیجئے

جامعہ مدنیہ تجوید القرآن (رجسٹرڈ) متصل جامع مسجد حق نواز خان بنوں شہر

جامعہ ہذا ملک کے معیاری اور قدیمی اداروں میں شمار ہوتا ہے جو عرصہ ۳۲ سالوں سے قرآنی تعلیمات کو عام کرنے کے ساتھ ساتھ دعوت و تبلیغ اور جہاد کا جذبہ پیدا کرنے اور مجاہدین کی مہمان نوازی کی خدمات انجام دیتا رہا ہے اور ملک کے جید علماء کرام، مشائخ عظام اور بزرگان دین اس ادارے میں تشریف لا چکے ہیں، لیکن اس وقت یہ ادارہ شدید مالی مشکلات سے دوچار ہے۔ درس و تدریس اور طلباء کے لئے رہائشی کمروں اور خوراک وغیرہ جن پر تقریباً ۴۰ لاکھ کے خرچہ کا تخمینہ ہے۔ نیز جامعہ مقروض ہے، اس لئے تمام مسلمانوں سے خاص کر مخیّر حضرات سے خصوصی اپیل ہے کہ وہ فوری طور پر زکوٰۃ، خیرات، صدقات اور تعمیری مد میں امداد فرما کر اس ادارے کو قائم و دائم رکھنے میں تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (نوٹ: حکومت سے کوئی امداد نہیں لی جاتی)

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ: قاری حضرت گل شاہ مہتمم جامعہ مدنیہ تجوید القرآن رجسٹرڈ متصل جامع مسجد حق نواز خان بنوں شہر فون: ۶۱۰۳۶۸

اکاؤنٹ نام "جامعہ مدنیہ تجوید القرآن" نیشنل بینک مین برانچ نمبر ۹-۲۰۰۰ حبیب بینک ٹانچی بازار، بنوں ۳۹۳۸-۳۹۳۸

ختم نبوۃ

قرض یعنی لین دین

مال و دولت اور اولاد‘ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور دنیا کی زینت کا سامان ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو ان نعمتوں سے نواز کر آزماتا ہے اور بعض کو محروم کر کے۔ انسان کے حالات ہمیشہ ایک سے نہیں رہتے اور گردش ایام کے باعث زندگی میں قرض یعنی ادھار لینے کی نوبت بھی آسکتی ہے۔ ایسے مواقع پر قناعت پسند افراد حتی الامکان قرض سے پرہیز کی کوشش کرتے ہیں اور سخت مجبوری کی حالت میں اس راستے کو اختیار کرتے ہیں اور پھر حسب وعدہ قرض لوٹانے کی فکر اور کوشش کرتے ہیں۔ دنیا میں انسانوں کی زندگی باہمی تعاون سے ہی باوقار اور پرسکون ہوتی ہے لیکن بعض لوگ اس باہمی تعاون اور اعتماد کو دانستہ یا نادانستہ ٹھیس پہنچاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج اکثر لوگ استطاعت کے باوجود اپنے ضرورت مند بھائی کی حاجت روائی سے بے اعتنائی برتتے اور ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں۔ جو شخص اپنے ضرورت مند بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے اور مجبوری کے وقت قرض دے کر اس کی ضرورت پوری کرتا ہے‘ وہ ضرورت مند کا محسن ہے۔ اس احسان کا بدلہ احسان ہی کی صورت میں ادا ہونا چاہیے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

ترجمہ: (اور نہیں ہے احسان کا بدلہ احسان کے سوا) اس کا طریق کار نبی ﷺ نے یہ بتایا ہے کہ احسان کرنے والے کے لیے دعا خیر کی جائے اور وقت مقررہ پر اس کا قرض ادا کیا جائے۔ قرض ایک ایسا بوجھ ہے جس سے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ نے پناہ مانگی اور آپ ﷺ اکثر و بیشتر یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ میں گناہ اور قرض کے بوجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ قرض رات کا غم اور دن میں ذلت کا ذریعہ ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ”جس نے لوگوں کا مال لیا اس حال میں کہ وہ اس کو واپس کرنے کا ارادہ رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ اسے ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور جو اس

تحریر: محمد اکرم فضل‘ سعودی عرب

ارادے سے لیتا ہے کہ اسے تلف کر دے گا (یعنی واپس نہ کرے گا) تو اللہ تعالیٰ اس کے اپنے مال تلف کر دے گا۔“ (صحیح بخاری)۔

رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”مال کے ہوتے ہوئے قرض کی واپسی میں تاخیر کرنا زیادتی ہے“ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) یعنی قرض ادا کرنے کی قدرت اور استطاعت کے باوجود ٹال مٹول کرنا اور لاپرواہی برتنا ظلم ہے۔ حضرت عمرو بن ثرید اپنے باپؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”مال دار آدمی اگر قرض ادا کرنے میں تاخیر کرے تو اسے سزا دینا اور اس کی بے عزتی کرنا جائز ہے۔“ اس حدیث کو ابوداؤد‘ نسائی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے (بلوغ مرام و کتاب المعروع) ہاں جو شخص تنگ دست ہو تو اس کو مہلت دی جانی چاہیے۔ احادیث میں اس کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ

”جو کسی تنگ دست (مقروض) کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اپنے عرش کے نیچے سایہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ (ترمذی‘ مسند احمد)۔ ارشاد رسول ﷺ ہے ”جو کسی تنگ دست (مقروض) کو مہلت دے تو ادائیگی کے وقت سے پہلے اس کو ہر دن قرض کی مقدار صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا اور ادائیگی کا وقت آجانے کے بعد مہلت دے تو اس کو ہر دن کے بدلے قرض کی دوگنی مقدار صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔“ (مسند احمد‘ ابن ماجہ اور مستدرک حاکم)۔ حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی جنت میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے۔ صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض دینے کا اجر و ثواب اٹھارہ گنا ہے۔“ اس حدیث میں مسلمانوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ خوشدلی سے قرض دینے کی عادت ڈالیں تاکہ اسلامی معاشرے میں سہولت کے ساتھ ضرورت مندوں کو قرض مل سکے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ”جو شخص چند دن کے لیے بھی کسی کو قرض دے تو اس کو اتنا ثواب ہوگا جتنا ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوتا ہے۔“ (گلدستہ حدیث‘ مشکوٰۃ)

قرض (لین دین) کی دستاویز:۔

یہ ایک لازمی امر ہے کہ قرض (تھوڑا ہو یا زیادہ) کی دستاویز تحریر کی جائے۔ قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ اس کا حکم ہے۔

یہ قرض کی تحریری دستاویز گواہوں کی موجودگی میں ہونا چاہیے' جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری ہے۔ (مفہوم):۔ اپنے میں سے دو مردوں کو ایسے معاملات میں گواہ کر لیا کرو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو تم گواہ پسند کرو (کافی ہیں) کہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے گی اور جب گواہ گواہی کے لیے طلب کیے جائیں تو وہ انکار نہ کریں اور قرض تھوڑا ہو یا زیادہ' اس کی دستاویز کے لکھنے یا لکھانے میں کاہلی نہ کرنا' یہ خدا کے نزدیک بھی بہت درست طریقہ ہے۔ اس سے تم کو کسی طرح کا شک و شبہ بھی نہیں پڑے گا۔ ہاں اگر سودا دست بدست ہو جو تم آپس میں لیتے ہو تو اگر (ایسے معاملے کی) دستاویز نہ لکھو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور کاتب' دستاویز اور گواہ (معاملہ کرنے والوں کا) کسی طرح کا نقصان نہ کریں' اگر تم ایسا کرو گے تو یہ تمہارے لیے گناہ کی بات ہے اور اگر تم سفر میں ہو اور (دستاویز) لکھنے والا نہ مل سکے تو (کوئی چیز) رہن باقبضہ رکھ کر (قرض لے لو) اور اگر کوئی کسی کو امین سمجھے (یعنی رہن کے بغیر قرض دے دے) تو امانت دار کو چاہیے کہ صاحب امانت کی امانت ادا کرے اور خدا سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرے اور (دیکھنا) شہادت کو مت چھپانا جو اس کو چھپائے گا وہ دل کا گناہ گار ہو گا اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔) (البقرہ۔۲۔۲۸۲)

میت کے ترکہ سے قرض کی ادائیگی کا حکم

قرض کی ادائیگی ایک لازمی امر ہے جو کہ بعد از مرگ بھی واجب الادا یعنی باقی رہتا ہے جب تک کہ اس کو ادا نہیں کر دیا جاتا۔ اس کی ادائیگی میت کے ترکے میں سے کی جانا لازمی امر ہے۔ ارشاد باری ہے کہ ترجمہ:۔ "اگر (ورثا) ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے۔ (یہ حصے بھی) بعد ادائے وصیت اور قرض بشرطیکہ ان میں سے میت نے کسی کا نقصان نہ کیا ہو (تقسیم کیے جائیں گے)۔ یہ خدا کا فرمان ہے اور خدا نہایت علم والا اور نہایت حلم والا ہے۔" (النساء۔۴۔۱۲)

اللہ کے رسول ﷺ نے کسی مقروض کی نماز جنازہ اس وقت تک نہ پڑھائی جب تک کہ اس کا قرض ادا نہیں کر دیا گیا۔ حضرت ابو قتادہؓ کہتے ہیں' ایک آدمی نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میں اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

> تاریخ شاہد ہے کہ اسلام کو مٹانے والے اسلام کی آغوش میں پناہ لینے والے بنے، اسلام کو دبانے والوں نے اسلام کو پھیلانے کا کارنامہ انجام دیا، اسلام کی کرنیں سمٹنے کے بجائے پھیلتی رہیں اور انشاء اللہ پھیلتی رہیں گی

اگر تم قتل کر دیئے جاؤ اور صبر و شکر اور خدا کی رضا کی طلب میں مگن رہو' آگے کی صفوں میں بڑھ چڑھ کر حملے کرو اور پیچھے نہ ہٹو پھر آپ ﷺ نے پوچھا! تم نے کیا کہا؟ اس نے اپنا سوال دہرایا تو آپ ﷺ نے جواب دیا تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے البتہ قرض معاف نہیں ہوگا۔" (مسلم)

صحابی رسول ﷺ حضرت ابو درداؓ جب جہاد کی گزرگاہوں کے کسی ناکہ پر پہنچتے تو مجاہدین کو خطاب کر کے ہانک لگاتے۔ اے لوگو! جن کے ذمے قرض باقی ہیں اور انہیں یہ احساس ہو کہ اگر وہ جہاد میں کام آ گئے تو ان کے قرض کی ادائیگی نہ ہو سکے گی تو وہ لوٹ جائیں اس لیے کہ یہ چیز (یعنی جہاد) انہیں جہنم سے بچانے کے لیے کافی نہ ہو گا۔"

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا۔ ہم نے اس کو غسل دیا' خوشبو لگائی اور کفن دیا۔ پھر ہم نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ہم نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ! چل کر اس کا جنازہ پڑھائیے۔ آپ ﷺ نے چند قدم اٹھائے پھر فرمایا۔ اس پر قرض بھی تھا؟ ہم نے کہا دو دینار تھے۔ آپ ﷺ واپس آ گئے۔ اس شخص کے قرض کی ادائیگی حضرت ابو قتادہؓ نے اپنے ذمے لے لی۔ ہم پھر آپ ﷺ کے پاس آئے۔ حضرت ابو قتادہؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ! وہ دو دینار قرض کے میں ادا کروں گا' آپ نے پوچھا" قرض خواہوں کو دے کر میت کو اس سے بری کرتے ہو؟ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے اس شخص کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (احمد' ابو داؤد' نسائی' ابن حاکم اور ابن حبان)

اس حدیث سے پانچ باتیں معلوم ہوئیں۔ پہلی یہ کہ قرض خواہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو' ہر حالت میں واجب الادا ہے جب تک ادا نہ کر دیا جائے یا معاف نہ کرا لیا جائے۔ دوسری یہ کہ میت کی طرف سے قرض کی ضمانت درست ہے' تیسری یہ کہ میت کے حقوق واجب مثلاً نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ اور قرض کو ادا کرنے سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ چوتھی یہ کہ قرض یا دوسرے حقوق العباد جب تک ادا نہ کیے جائیں یا صاحب حق یا قرض خواہ معاف نہ کر دے' یہ کبھی ساقط نہیں ہوتے' حتیٰ کہ مرنے کے بعد بھی ساقط نہیں ہوتے۔ پانچویں یہ کہ قرض ایک بدترین لعنت ہے۔ اول تو قرض لینے سے گریز کیا جائے لیکن اگر کوئی مجبوری کی وجہ سے لے لے تو

فوراً ادا کرنے کی فکر کرے اور لاپرواہی سے کام نہ لے۔

قرض کی واپسی کی اہمیت کا اندازہ اس ایمان افروز واقعے سے بخوبی ہو جانا چاہیے۔ حضرت سعد بن اطولؓ کے بھائی فوت ہو گئے جوان بھائی کی بیوہ اور چھوٹے چھوٹے یتیم بچوں کی مشکلات میں گھری زندگی سامنے نظر آ رہی تھی اور آپؓ کے ہاتھ میں صرف تین سو اشرفیاں تھیں اور اتنی وسعت تھی نہ استطاعت کہ بھائی کی بیوہ اور بچوں کا بوجھ اٹھا سکتے۔ اب مخمصہ اور پریشانی یہ تھی کہ ان اشرفیوں کو بچوں کی ضروریات کے لیے سنبھال رکھیں یا ان قرض خواہوں کو ادا کر دیں جن سے بھائی نے ادھار لیا تھا اور انہیں ادا نہیں کیا تھا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس معاملے کو کیسے سلجھائیں۔ سب کچھ چھوڑ کر اشرفیاں ساتھ لیں اور آنحضور ﷺ کی خدمت میں جا حاضر ہوئے۔ حضرت سعد بن اطولؓ کی الجھن سن کر آپ ﷺ ایک لمحے کے لیے بھی سوچ میں نہ پڑے اور فرمایا۔ سعد! تیرا بھائی جنت میں داخلے سے صرف اس قرض کی وجہ سے روک دیا گیا ہے۔ کیونکہ آدمی پر قرض ہو اور ادا نہ کیا گیا ہو' تو وہ تب تک جنت میں نہیں جا سکتا جب تک اس بوجھ سے آزاد نہ ہو جائے۔ جاؤ پہلے جا کر بھائی کا قرض ادا کرو۔ رہا یتیموں کی کفالت کا معاملہ تو وہ اس ذات پر چھوڑ دو جس نے انہیں یتیم بنایا ہے۔

حضرت ابو رافعؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی سے ایک اونٹنی ادھار خریدی۔ جب صدقے کے اونٹ آئے تو حضرت ابو رافعؓ کو حکم دیا کہ اس کا قرض ادا کر دو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ ساری اونٹنیاں بہت زیادہ قیمتی ہیں اور بہت بہتر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ دے دو۔ بہترین آدمی وہی ہے جو قرض اچھا ادا کرے (مسلم)

اگر مقروض خود بخود قرض ادا کرتے وقت قرض سے زیادہ دے تو یہ جائز ہے لیکن اگر قرض خواہ قرض دیتے وقت یہ شرط طے کرے کہ میں تجھ سے زیادہ لوں گا' یا قرض بہتر لوں گا تو یہ سود ہو گا اور یہ حرام ہے۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "ہر قرض جو نفع کھینچ کر لائے وہ سود ہے۔" (بلوغ المرام کتاب البیوع)

اللہ تبارک و تعالیٰ اور نبی آخر الزمان ﷺ نے مومنین کو حقوق اللہ کی ادائیگی کا جس قدر تاکید سے حکم فرمایا ہے' اسی قدر حقوق العباد کی ادائیگی اور اہتمام کا بھی تاکید سے حکم فرمایا ہے۔ ایک مومن اگر حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوتاہی اور غفلت کا مرتکب ہوا ہو تو مغفرت طلب کرنے پر ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ درگزر کا معاملہ فرمائے لیکن حقوق العباد خصوصاً آپس کے لین دین میں کوتاہی پر سخت وعید کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد باری ہے۔ ترجمہ:۔ "مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو اور جو تعدی اور ظلم سے ایسا کرے گا ہم اس کو عنقریب جہنم میں داخل کریں گے اور یہ خدا کو آسان ہے۔" (النساء ۲۹۔۳۰)

اسلام نے جن چیزوں کا سب سے زیادہ اہتمام کیا ہے اور جن کی تکمیل کی اہمیت بتائی ہے ان میں سے ایک قرض کی ادائیگی بھی ہے۔ یہ اللہ کے نزدیک اہم ہے۔ اسلام نے ان تمام وساوس اور طمع اور حرص کے پھندوں پر قینچی چلا دی ہے جو قرض دار کو اپنا شکار بنا لیتے ہیں اور جس کے نتیجے میں وہ ٹال مٹول سے کام لینے لگتا ہے یا اسے ہڑپ کر جانے کی فکر میں مبتلا رہتا ہے۔ سب سے پہلے یہ تلقین ہے کہ قرض کسی اہم اور ناگزیر ضرورت کے پیش آنے پر ہی لیا جائے اور کسی ایسے معاملے میں قرض کا خواہش مند نہ ہونا جس سے بچنا ممکن ہو' ایک نہایت خوفناک معاملہ ہے جس سے ہر ممکن طریقے پر پرہیز کرنا چاہیے بلکہ ایک روایت میں آتا ہے کہ "یہ ان گناہوں میں سے ہے جن سے قصاص لازم آتا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "قرض دار جب قرض کی حالت میں مر جائے گا تو قیامت کے دن اس سے قصاص لیا جائے گا۔ البتہ تین حالتوں میں قرض لینے کی اجازت ہے۔ ایک وہ آدمی جس کی قوت اللہ کی راہ میں لڑتے لڑتے ماند پڑ جائے تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کے خلاف تیاری کرنے کے لیے قرض لے لے۔ دوسرا وہ شخص جس کے پاس میت آ جائے تو وہ اس کی تجہیز و تکفین کے لیے قرض لینے پر مجبور ہو جائے۔ تیسرا وہ شخص جس کو غیر شادی شدہ رہنے کا اندیشہ ہو تو قرض لے کر وہ اپنے دین اور ایمان کو بچانے کے لیے نکاح کرے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے قیامت کے دن ان کی مجبوریوں کے سبب درگزر کا معاملہ فرما سکتا ہے اور قرض خواہوں کو بدلے کے طور پر اپنی طرف سے انعام سے نواز سکتا ہے۔ (ابن ماجہ) ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن قرض دار کو بلائے گا یہاں تک کہ اسے اپنے سامنے کھڑا کرے گا پھر اس سے کہا جائے گا اے آدم کے بیٹے تو نے کس مقصد کے لیے یہ قرض لیا تھا اور کیوں تو نے انسانوں کے حقوق ضائع کر دیئے؟ تو وہ جواب دے گا۔ اے ہمارے رب تو جانتا ہے کہ میں نے قرض لیا تھا لیکن میں نے اسے کھایا' نہ پیا' نہ پہنا' نہ برباد کیا لیکن کبھی تو

آتش زدگی کا حادثہ ہو گیا' کبھی چوری ہو گئی' یا وہ برباد ہو گیا اور اس میں خسارہ ہو گیا۔ اللہ کہے گا۔ میرے بندے نے سچ کہا۔ میں تیری ادائیگی کا زیادہ حق رکھتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ کچھ نیکیوں کو منگوائے گا اور انہیں میزان کے پلڑے میں رکھ دے گا تو اس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر بھاری پڑ جائیں گی اور وہ اپنے رب کی رحمت سے جنت میں داخل ہو جائے گا (احمد) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی معذرت قبول فرمائے گا جو سخت حالات کی وجہ سے قرض لینے پر مجبور ہوئے اور کمر توڑ مصائب کی وجہ سے اس کی ادائیگی سے عاجز رہے لیکن جو شہوات کے بندے اور مرغوبات کے غلام ہیں اور ان کا مال شہوتوں کی تکمیل کی اجازت نہیں دیتا تو وہ فوراً قرض لینے کے لیے لپکتے ہیں' نہ اس کے انجام کی پروا ہوتی ہے اور نہ قرض سے چھٹکارا پانے کی فکر' تو ایسا شخص احادیث کے بیان کے مطابق ڈاکو اور بے باک چور ہے۔

جو قوم محنت کر کے مال کمانے کے بجائے ہمیشہ گداگری کے طریقے سوچتی ہے وہ ہمیشہ ذلیل ورسوا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی قناعت' قابل اکرام عادت ہے۔ عقل اور گداگری کو سبھی حقیر اور ذلیل تصور کرتے ہیں۔ حیثیت قوم ہمیں ذرا اپنے حالات پر نظر ڈالنا چاہیے کہ عالمی اداروں اور دوسری اقوام سے قرضے کس کس طرح حاصل کئے جاتے ہیں۔ یہ گداگری کی ایک شکل ہے جس سے اسلام اور اسلام لانے والے اللہ کے آخری نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ان قرضوں کی بدولت آج ہم کتنے لاچار ہیں اور قومی قرضوں کی وجہ سے ہم غیر مسلموں کی شرائط (جن میں سودی معاملات بھی شامل ہیں) کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔ دراصل تقریباً تمام حکومتوں نے اسلامی طرز حیات کو اپنانے سے گریز کی جو راہ اختیار کی ہے' یہ اس کی سزا ہے۔ اب بھی اگر اسلام کو اجتماعی زندگی میں پورے کا پورا اختیار اور نافذ کیا جائے تو ہماری حالت بدل سکتی ہے۔

افسوس کہ آج ہم میں سے بہت سے لوگ انفرادی اور اجتماعی (ہر دو صورتوں میں) قرض کو کھیل تماشا سمجھتے ہیں اور زندگی کے تقاضے پورے کرنے یا نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے اور عادتاً یا بطور فیشن نتائج کی پرواہ کئے بغیر قرض یا ادھار لیتے ہیں' ان میں سے بعض اپنے پاس' گھر یا بینک اکاؤنٹ میں رقم موجود ہونے کے باوجود قرض لیتے ہیں (کہ اپنا موجودہ مال بھی کم نہ ہو) جب کہ بعض واضح طور پر سودی شرائط کو قبول کرتے ہوئے قرض لیتے ہیں اور پھر حسب وعدہ واپس نہیں کرتے بلکہ باربار کے مطالبات کے باوجود قرض لیے ہوئے مال سے اپنے وسائل' کاروبار اور مال ودولت کو ترقی دینے کی تگ ودو میں مگن رہتے ہیں اور یہ کوشش کرتے ہیں کہ قرض خواہ فرد ہو یا حکومت مجبور یا دیوالیہ ہو جائے خود تماشا دیکھتے رہتے ہیں اور قرض واپس کرنا خلاف شان سمجھتے ہیں۔ بعض لیڈران قوم قومی خزانہ' مالیاتی اداروں اور بینکوں سے ملک اور عوام کی ترقی کے نام پر بڑے بڑے قرضے حاصل کر کے ہڑپ کر جاتے ہیں اور ادائیگی کے بجائے قرضے معاف کروالیتے ہیں اور یوں اس کھیل میں شریک تمام فریق' باقی ماندہ غریب عوام کے حقوق پر کھلم کھلا ڈاکہ ڈالنے کے مرتکب ہوتے ہیں' کیونکہ معاف کئے ہوئے قرضے غریب عوام سے مزید ٹیکسوں اور عوامی خدمات یعنی بجلی' پانی' سوئی گیس وغیرہ کے چارجز میں اضافہ کی صورت میں وصول کر لیے جاتے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے آخری خطبہ (خطبہ حجۃ الوداع) میں قرض سے متعلق یوں فرمایا۔ "لوگو! اللہ نے ہر حق دار کو اس کا حق خود دے دیا ہے۔ اب کوئی کسی وارث کے لیے وصیت نہ کرے' قرض قابل ادائیگی ہے اور عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کرنا چاہیے' تحفے کا بدلہ دینا چاہیے اور جو کوئی کسی کا ضامن ہے وہ تاوان ادا کرے۔ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے' سوائے اس کے جس پر اس کا بھائی راضی ہو اور وہ خوشی خوشی دے۔ خود پر اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔ حضرت ابو حمید ساعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "کسی آدمی کو جائز نہیں کہ اپنے بھائی کی ایک چھڑی بھی اس کی رضامندی کے بغیر لے لے۔" (ابن ماجہ)

لوگوں میں سے بعض اگر قرض لیتے ہیں تو حسب وعدہ واپس بھی لوٹاتے ہیں جب کہ بعض مسکین بن کر قرض لیتے ہیں مگر قانون کے کوڑے یا دھینگا مشتی اور لڑائی جھگڑے کے بغیر واپس نہیں کرتے اور اسی صورت میں بسا اوقات کوئی ایک فریق اپنی زندگی کی بازی ہار جاتا ہے۔ بعض شقی القلب مقروض رقم کی واپسی کے بجائے مشکل راستے اختیار کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے محسن کی زندگی کا چراغ گل کرنے میں بھی عار محسوس نہیں کرتے۔ چونکہ ادھار محبت کی قینچی ہے لہٰذا کسی ایک فریق کی ذرا سی لاپرواہی کے باعث فریقین کے درمیان قائم دیرینہ تعلقات ہمیشہ کے لیے ختم ہو سکتے ہیں۔ بعض لوگ یک مشت رقم واپس کرنے کے بجائے قرض لی ہوئی رقم کو اپنے کاروبار میں لگا رکھتے ہیں اور اصل رقم کے منافع وغیرہ سے بالاقساط ادائیگی کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اصل رقم بھی اپنے پاس ہی رہے۔ ایسے تمام

ختم نبوۃ

افراد وعدہ خلافی، جھوٹ، دھوکا اور خود غرضی جیسے گناہوں جنہیں آنحضور ﷺ نے منافقین کی نشانیوں سے تعبیر فرمایا ہے کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے کہ "ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے اور وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔" لیکن قرض لوٹانے کی فکر کرنے کے بجائے ہم اپنے بھائی کو جس سے قرض لیا ہوتا ہے، اذیت میں مبتلا کیے رکھتے ہیں اور اس کے مسائل اور تکالیف کا احساس نہیں کرتے۔

جو شخص دنیا میں کسی کا قرض ادا نہیں کرتا تو قیامت کے روز اس کی نیکیاں قرض خواہوں میں تقسیم کردی جائیں گی اور قرض خواہوں کے گناہ اس مقروض کے ذمے ڈال دیئے جائیں گے۔ لہٰذا ہمیں حتی الامکان قرض لینے سے اجتناب برتنا چاہیے اور اگر قرض لینے کی نوبت آہی جائے تو حسب وعدہ واپسی کا اہتمام کرنا چاہیے اور اس بات کا خیال رہے کہ ضرورت کے وقت جو آپ کو قرض دیتا ہے وہ آپ کا محسن ہے اور اس کا یہ حق ہے کہ آپ کسی عذر یا بہانے سے ادائیگی میں تاخیر نہ کریں۔ وعدہ خلافی کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے۔ انسان ارادہ کرے نیت نیک ہو تو اللہ تعالیٰ غیب سے بھی مدد فرمادیتا ہے۔ جو لوگ بدنیت ہوتے ہیں اور وقت پر ادا کرنے کی نیت نہیں رکھتے یا جان بوجھ کر قرض ادا نہیں کرتے وہ یقیناً آخرت کو بھولے ہوئے ہیں اور اللہ کی پکڑ سے بے خوف ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور وہ قرض کا بوجھ لیے اللہ کے حضور پہنچ جاتے ہیں۔

قرض، پریشانیوں اور دوسری وباؤں سے بچنے کے لیے آنحضور ﷺ نے درج ذیل دعا کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ بذات خود بھی اس دعا کا کثرت سے ورد فرمایا کرتے تھے۔ اللھم انی اعوذبك من الهم والحزن والعجز والكسل والبخل والجبن وغلبة الدين وقهر الرجال (اے میرے پروردگار میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ پریشانی، دکھ، تکلیف اور سستی اور بخل اور جبن سے اور قرض کے بوجھ سے اور آدمیوں کے غضب سے)۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اس دعا کو کثرت سے پڑھا کرو "اللھم اغنني بحلالك عن حرامك، واغنني بفضلك عمن سواك" ترجمہ:۔ "اے میرے رب مجھے اپنے حلال سے مالا مال فرمادے اور حرام سے بچالے اور مجھے اپنے فضل سے مالا مال فرمادے کہ تیرے سوا اور کوئی فضل فرمانے والا نہیں ہے۔" آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ "اس دعا کو کثرت سے پڑھا کروگے تو تمہارا پہاڑ جتنا قرض بھی ختم ہو جائے گا۔"

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اہل وعیال اور اقارب کو قرض کے مضرات سے آگاہ کریں اور خود بھی اس سے پرہیز کی کوشش کریں۔

●●

قادیانی مربی کو جیل بھیجا جائے

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات فیصل آباد مولوی فقیر محمد نے وفاقی وزیر داخلہ، گورنر پنجاب اور ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ امتناع قادیانیت آرڈی نینس مجریہ ۱۹۸۴ اور تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸-بی کے تحت محلہ مصطفیٰ آباد علاقہ تھانہ سرگودھا روڈ کی قادیانی غیر مسلم عبادت گاہیں غیر قانونی طور پر اذان دینے اور قادیانیت کی تبلیغ کرنے اور لاؤڈ اسپیکر ڈیک لگا کر آواز بلند کرنے پر قصوروار قادیانی مربی اور انتظامیہ کو گرفتار کر کے جیل بھیجا جائے اور قادیانی غیر مسلم ماڈل پبلک اسکول محلہ مصطفیٰ آباد میں مسلمان طلبہ کو قادیانیت کی تبلیغ کرنے پر زیر دفعہ ۲۹۸-سی ک پ مقدمہ چلایا جائے اور قادیانی اسکول بند کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ محلہ مصطفیٰ آباد میں کچھ عرصہ سے قادیانیوں کی غیر قانونی تبلیغی سرگرمیاں حد سے بڑھ گئی ہیں اور جارحانہ انداز میں مسلمانوں کو اشتعال دلایا جاتا ہے جس کی روک تھام نہ کرنے پر گزشتہ دنوں قادیانیوں نے ایک مسلمان نوجوان کو اغوا کر کے انتہائی تشدد کا نشانہ بنایا جس پر مسلمانوں نے سخت احتجاج کیا جس پر قادیانی ملزمان کے خلاف پرچہ درج کیا گیا، انہوں نے مطالبہ کیا کہ قانون کی مسلسل خلاف ورزی کرنے پر قادیانی عبادت گاہ سیل کردی جائے۔

قادیانی گروہ "مجلس انصار اللہ پاکستان" کو لگام لگائی جائے

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات فیصل آباد مولوی فقیر محمد نے وفاقی وزیر داخلہ اور گورنر پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانی جماعت چناب نگر کی طرف سے چند قابل توجہ امور پر مشتمل ہینڈ بل وحشی مسلمانوں کے گھروں میں تقسیم کرنے پر اور غیر قانونی طور پر قادیانیت کی تبلیغ کرنے پر اسناد تربیت "مجلس انصار اللہ پاکستان" چناب نگر مبارک طاہر قادیانی غیر مسلم اور تقسیم کرنے والے قادیانیوں کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۸-ت پ اور ۱۶ ایم پی او کے تحت مقدمات چلائے جائیں اور قادیانیوں کی جارحانہ اشتعال انگیز تبلیغی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے امتناع قادیانیت آرڈی نینس مجریہ ۱۹۸۴ء پر مکمل عملدرآمد کرایا جائے اور اس سرکاری انتظامیہ کی بالا کا فوری نوٹس لیا جائے، انہوں نے کہا کہ ۶/ستمبر کو دن کے سوا تین بجے ایک قادیانی جو اپنے آپ کو سمن آباد کا رہائشی بتاتا تھا نے مولوی فقیر محمد کے گھر واقع مکان نمبر ۵۶۷ حاری چوک پر بیل دے کر قادیانی مذہب کی تبلیغ کا ہینڈ بل گھر میں پھینک کر فرار ہو گیا جس میں مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی جعلی نبی اور مرزا طاہر قادیانی کے اقوال درج کیے گئے تھے، اس طرح قادیانی جان بوجھ کر شرارت کر رہے ہیں حساس ایجنسیوں کو فوری نوٹ لینے کی ضرورت ہے۔

مولانا محمد جاوید اشرف میرٹھی، مدینہ منورہ

اسلام کا روشن مستقبل

دین اسلام چونکہ قیامت تک کے لئے ہے، اس لئے اس میں ہر زمانے کے مسائل کا حل بھی ہے اور ہر زمان و مکان سے ہم آہنگی کی صلاحیت بھی، وہ سورج سے زیادہ روشن بھی ہے اور چاند سے زیادہ نورانی بھی، دشمنان اسلام اگرچہ اسلام کی روشنی کو چھپانے اور اس کی اشاعت کو روکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں لیکن الحمدللہ! اسلام بڑھ رہا ہے، خود دشمنوں کے ملکوں میں پھیل رہا ہے لوگ انفرادی اور اجتماعی طور پر اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلام کا مستقبل روشن ہے اور یہ پھیلے گا اور خوب پھیلے گا۔ (مدیر)

ماہ صفر ربیع الاول مطابق مئی جون ۲۰۰۰ء میں حوالہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ ۵ مئی ۲۰۰۰ء میں یہ خبر پڑھ کر بہت زیادہ مسرت ہوئی کہ ریاست چاڈ، وسطی افریقہ کا صدر اسلام سے متاثر ہوا اور اس نے اسلام قبول کر لیا پھر اس کے قلم رو کے تیس ہزار افراد نے بھی اسلام قبول کر لیا، در حقیقت اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے کہ جب اسے سمجھا جائے اور قریب سے دیکھا جائے تو ہر انسان اس میں قلبی سکون اور راحت پاتا ہے، اپنے خالق و مالک نے اپنے بندوں کے لئے بھیجا ہے۔ یہی دین توحید سکھاتا ہے اور یہی موت کے حالات سے باخبر کرتا ہے روز قیامت کی جزا و سزا کی تفصیلات بتاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید ہے جو اس نے اپنے آخری رسول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہے۔

اس کتاب کی تلاوت و قرأت سے دل منور ہو جاتا ہے، روح معطر ہوتی ہے۔ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانی و مالی عبادات کی مفصل تعلیم دی ہے، ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگے رہنے کی تلقین فرمائی ہے، حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام کرنے کا حکم دیا ہے اور دنیا میں زندگی گزارنے اور بہتر سے بہتر اخلاق و آداب کی تعلیم دی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جن و انس کی ہدایت کے لئے دین اسلام کو منتخب فرمایا:

"ان الدین عندالله الاسلام"

دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی (مقبول) ہے۔ اس کے سوا تمام ادیان باطل ہیں۔ دین اسلام کا آغاز آدم علیہ السلام سے ہو کر تکمیل سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہوئی۔

سورۂ مائدہ میں فرمایا:

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا"

ترجمہ: "آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر پسند کر لیا۔"

حجۃ الوداع کے موقع پر اس کی تکمیل کا اعلان لسان نبوت سے کروا دیا گیا اور قیامت تک کے لئے یہ مکمل دین ہی دنیا و آخرت کی کامیابی کا ضامن ہے۔ اسی کو اپنانے میں نجات اور اسی پر چلنے میں مالک حقیقی کی رضامندی و خوشنودی موقوف ہے۔ قیامت تک کے لئے یہی دین ہر قسم کی تحریف و تبدیل سے محفوظ و معصوم کر دیا گیا۔ روز قیامت اس دین کے علاوہ کوئی دین قبول نہ ہوگا۔

"ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الأخرة من الخسرین"

مفہوم: "جس کسی نے دین اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو اپنایا اس سے وہ دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا، ایسا شخص روز قیامت سراسر خسارے میں رہے گا۔"

نبوت محمدی کی شمع طلوع ہونے سے پہلے کے ادیان سماویہ اسلام ہی تھے، ہر نبی نے اسلام ہی کی دعوت دی البتہ شریعتوں میں فروعی اختلاف بھی تھا۔ آخری شریعت محمدی ناسخ ہے اور پہلی تمام شریعتیں منسوخ قرار دے دی گئیں۔ اب سابقہ شریعتوں میں سے کسی شریعت پر عمل کر کے نجات نہیں ہو سکتی، بلکہ ہر ایک کو شریعت محمدی پر ہی عمل کرنا لازم ہے۔ اسی حقیقت کو لسان نبوت نے یوں ادا فرمایا: "لو کان موسیٰ حیا ماوسعه الا اتباعی" (آج اگر موسیٰ علیہ السلام بھی بقید حیات ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا)۔

یہ دین اسلام چونکہ قیامت تک کے لئے ہے، اس لئے اس میں ہر زمانے کے مسائل کا حل بھی ہے اور ہر زمان و مکان سے ہم آہنگی کی صلاحیت بھی۔ وہ سورج سے زیادہ روشن بھی ہے اور چاند سے زیادہ نورانی بھی۔ اسی کی حقانیت تھی کہ کفر و شرک کی گھٹاٹوپ تاریکی کو توحید کی شمع نے مٹا دیا تھا۔ کفر نے روز اول سے ہی اسلام سے مقابلہ آرائی کی، مگر ہمیشہ دائرہ کفر سمٹتا گیا اور ایمانی دائرہ وسیع تر ہوتا گیا۔ اس حقیقت کا اعتراف دشمن کو بھی کرنا پڑا عہد

نبوی سے لے کر آج تک اعتراف کیا بلکہ قیامت تک دین اسلام کا شیوع و انتشار ہوتا رہے گا، کوئی طاقت و حکومت اس کو سمیٹنا تو در کنار، محدود بھی نہیں کر سکتی۔

ہرقل نے ابوسفیان سے جب کہ وہ ابھی حلقہ بگوش اسلام بھی نہ ہوئے تھے اعدائے اسلام روسائے کفار میں ان کا شمار تھا پوچھا تھا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی و پیروکار بڑھتے جارہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟ تو ابوسفیان حقیقت کو نہ چھپا سکے اور برملا کہا: بل یزیدون (وہ تو روز بروز بڑھتے جارہے ہیں)۔ شہنشاہ روم ہرقل کا دوسرا سوال تھا کہ کیا کوئی ان کے دین سے بیزار ہو کر مرتد بھی ہوا؟ ابوسفیان نے کہا: نہیں! کوئی اسلام کو قبول کرنے کے بعد نہیں چھوڑتا۔ یہ ابوسفیان کے منہ سے نکلے ہوئے وقتی جملے نہ تھے بلکہ ایک حقیقت تھی جس کا ظہور ہر زمان و مکان میں ہوتا رہے گا۔

تاریخ شاہد ہے اسلام کو دبانے کی کوشش کی گئی اتنا ہی یہ ابھرا ہے اسلام کو مٹانے والے اسلام کی آغوش میں پناہ لینے والے بنے اسلام کو دبانے والوں نے اسلام کو پھیلانے کا کارنامہ انجام دیا ہر زمانے میں اسلام کے خلاف سازشیں ہوئیں، بغاوتیں ہوئیں، دین حق کی بیخ کنی کے لئے اسکیمیں بنیں، منصوبے تیار ہوئے بقول شاعر۔

ستیزہ کار رہا ہے روز ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

مگر اسلام کی کرنیں سمٹنے کے بجائے پھیلتی رہیں اور پھیلتی رہیں گی۔ (انشاءاللہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کہ:

"ہر کچے پکے گھر میں دین اسلام داخل ہو کر رہے گا"۔ پوری ہو کر رہے گی۔

عصر حاضر میں کفر کی جتنی یلغار ہے، آلات و وسائل کی کثرت ریڈیو، ٹیلیویژن، وی سی آر، ڈش، انٹرنیٹ، اخبار و رسائل وغیرہ کے ذریعہ جتنا اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ ہو رہا ہے عالمی سطح پر منظم عیسائی مشنریاں جتنی سرگرم عمل ہیں۔ قادیانیت، وغیرہ باطل قوتیں جتنی فعال و متحرک ہیں اور ہر طرف سے اسلام مخالف صدائیں گونج رہی ہیں کہ اسلام امن عالم کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے، اسلام دہشت گردی کا مذہب ہے، اسلام میں مساوات نہیں وغیرہ وغیرہ افتراپردازیاں کی جارہی ہیں۔ اسلام دشمن طاقتیں یکجا ہو گئیں ہیں، تمام باطل طاقتیں اس فکر میں ہیں کہ کس طرح اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں، اس کام کے لئے ذہین دماغ استعمال کئے جارہے ہیں مال و دولت کے انبار اس کام کے لئے جھونکے جارہے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

"بے شک جو لوگ اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکیں سو یہ لوگ ابھی اپنے مالوں کو خرچ کریں، پھر یہ مال ان کے حق میں حسرت کا سبب بن جائے گا، پھر یہ لوگ مغلوب ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ دوزخ کی طرف جمع کئے جائیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے جدا کردے اور پھر اس کو اکٹھا ڈھیر بنادے، پھر اس کو دوزخ میں داخل فرمادے، یہ لوگ تباہ کار ہیں۔"

آیت مذکورہ کی تفسیر میں مفسر ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"سبب نزول اگرچہ خاص ہے مگر مضمون عام ہے جب کبھی بھی اہل کفر حق سے روکنے کے لئے اپنا مال خرچ کریں گے، دنیا و آخرت میں ناکام و نامراد ہوں گے اور ذلیل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا دین کامل ہے پھیلے گا، کافر اس کو ختم کرنے کے لئے مال خرچ کریں گے پھر نادم ہوں گے ان کو حسرت ہوگی کہ ہم نے اپنا مال خرچ کیا لیکن مقصود حاصل نہ ہوا یہ لوگ دنیا میں مغلوب ہوں گے اور آخرت میں بھی دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔"

عیسائیت ہو یا قادیانیت، ہندومت ہو یا بدھ مت مغرب کی بے راہ روی ہو یا یورپ کی لامذہبیت کی دعوت، ان کے بطلان کے لئے یہی بات کافی ہے کہ ان باطل افکار و دعوت کی اشاعت پر پیسہ پانی کی طرح بہایا جارہا ہے، جب کہ اسلام کی حقانیت کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جو شخص بھی قرآن مجید کی دعوت اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و تعلیمات کا مطالعہ کھلے ذہن سے کرتا ہے ضد اور عناد سے اس کا دماغ خالی ہوتا ہے وہ اپنی دنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے اسلام قبول کئے بغیر نہیں رہتا۔ یہی صداقت اسلام جب کسی جماعت، گروہ یا قوم پر ظاہر ہوتی ہے تو وہ پھر لحہ بھر کی تاخیر کئے بغیر پوری کی پوری اسلام کے سایہ تلے آجاتی ہے خواہ اس سلسلے میں اس کو کسی بڑے سے بڑے ظالم و جابر کی طرف سے حیات دنیوی سے ہاتھ دھوبیٹھنے کا خطرہ ہی کیوں نہ مول لینا پڑے، وہ فرعون بادشاہ جس کی بے رحمی، ظلم و جبر کے واقعات قرآن پاک میں مختلف جگہ پر مذکور ہیں جس نے بنی اسرائیل کے ہزارہا معصوم بچوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کرایا، جب اس نے نبی برحق سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جادوگروں کے ذریعہ زک دینا چاہی تو وہ سارے کے سارے جادوگر معجزۂ موسیٰ کو دیکھ کر نہ صرف یہ کہ ایمان لے آئے بلکہ لحہ بھر میں ایمان کے اعلیٰ مقام پر بھی پہنچ گئے اور فرعون کی دھمکی فلا قطعن ایدیکم الخ میں اس طرح سے تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا کہ ایک طرف کا ہاتھ ہوگا اور دوسری طرف کا پاؤں اور میں ضرور بالضرور تمہیں کھجور کی شاخوں پر لٹکا دوں گا، اس موقع پر جادوگروں نے ایسا جواب دیا جس میں ایمان و عقیدہ کی پختگی نمایاں ہے کہ:

"لن نؤثرك على ما جاء نا من البينت الخ"

ہمارے پاس جو کھلے ہوئے دلائل آئے ہیں ان کے اور اس ذات کے مقابلے میں جس نے ہمیں پیدا فرمایا ہم تجھے ہرگز ترجیح نہ دیں گے سو تو جو کچھ فیصلہ کرنے والا ہے وہ کر ڈال، تو صرف اسی دنیاوالی زندگی میں فیصلہ کرے گا، بلاشبہ ہم اپنے رب پر

ایمان لے آئے تاکہ وہ ہماری خطاؤں کو بخش دے۔

قیروان، غربی افریقہ کے ان مشہور شہروں میں ہے جو زمانہ دراز تک افریقہ کا دارالسلطنت تھا ایک عرصے تک غربی افریقہ میں اس سے بڑا کوئی شہر نہ تھا، اس شہر کی بنیاد ۵۰ھ میں صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں رکھی گئی۔ اس کی بنیاد اور آبادی کا واقعہ اسلام کی صداقت اور صحابہ کرامؓ کے اوصاف ذاتی محاسن اور مقبولیت عام کا سکہ بٹھانے والا تھا۔ یہ وہ مبارک وقت تھا کہ ایک ہی وقت میں ہزاروں انسان جو کفر و شرک میں مبتلا تھے حلقہ بگوش اسلام ہو کر سچے دل سے دین اسلام کے جاں نثار بن گئے تھے۔

عقبہ بن عامر ایک صحابی ہیں حضرت معاویہؓ نے ان کو افریقہ کا حاکم مقرر کر دیا، ان کو افریقہ میں ایک ایسی چھاؤنی کی ضرورت پیش آئی جہاں ہر وقت اسلامی لشکر قیام کر سکے اس کے لئے جس جگہ پر نظر انتخاب پڑی وہ گنجان جنگل اور گھنے درخت والی تھی، ہر قسم کے درندوں و موذی جانوروں اور زہریلے سانپوں کا مسکن تھی، ایسی جگہ پر آدمیوں کی بود و باش تو در کنار وہاں سے گزرنا بھی خطرے سے خالی نہ تھا مگر عقبہ بن عامر اور ان کے ہمراہی عزم و استقلال کے پہاڑ تھے جن کے سامنے بڑے سے بڑی رکاوٹیں ہیچ تھیں، امیر لشکر عقبہ بن عامر کی آواز جس میں صدق و اخلاص کی طاقت تھی فضا میں بلند ہوتی ہے جس کے مخاطب وحشی جانور ہیں:

"اے درندوں اور موذی جانوروں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں یہاں آباد ہونا اور قیام کرنا چاہتے ہیں تم یہاں سے چلے جاؤ، اس کے بعد ہم جس کو یہاں دیکھیں گے قتل کر دیں گے۔"

اس آواز کا سننا تھا کہ سب حشرات اور درندوں میں ہل چل مچ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے جنگل کا جنگل خالی ہو گیا قوم "بربر" جو اس ملک کے اصلی باشندے تھے اور اس جنگل کی حالت اور خطرات سے بخوبی واقف تھے انہوں نے جب یہ ماجرا دیکھا کہ شیر اپنے بچوں کو اٹھائے بھیڑیے اپنی اولاد کو لئے ہوئے، سانپ اپنے سپولیوں کو کمر سے چمٹائے ہوئے نکلے جا رہے ہیں سمجھ گئے کہ یہ لوگ جس دین کے متوالے ہیں وہ سچا دین اور برحق مذہب ہے فوراً ہی پوری بربر قوم اسلام سے مشرف ہو گئی۔

ساتویں صدی ہجری میں وہ تاتاری قوم جس کے ظلم و بربریت اور وحشت کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی جس نے خلافت عباسیہ کو تہس نہس کر دیا جو چار سو سال سے چلی آرہی تھی، بغداد جس کا دارالخلافہ تھا بغداد کے گلی کوچوں میں خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں، ایک بغداد ہی کیا اس وحشی قوم نے نہ جانے کتنے شہر تباہ و برباد کئے، کتنی بستیوں کو اجاڑا اگر یہ کہا جائے کہ انسانی تاریخ میں اس سے زیادہ تباہی کسی قوم نے نہیں مچائی تو بے جا نہ ہوگا، مورخ ابن اثیرؒ اپنی کتاب "الکامل" میں رقم طراز ہیں۔

یہ فصل اس عظیم ترین حادثہ اور فتنہ کبریٰ سے متعلق ہے جس کی مثال پیش کرنے سے زمانہ قاصر ہے، جس نے ہر ایک کو بالخصوص مسلمانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا، اگر کوئی کہے کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر آج تک دنیائے انسانی ایسے عظیم اور سنگین دور سے نہیں گزری تو اس نے بلاشبہ سچ کہا۔ تاریخ اس جیسے فتنے کی نظیر تو کیا اس کے قریب قریب کی بھی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جب اس قوم پر اللہ تعالیٰ اسلام کے دروازے کھولتے ہیں تو پھر ظلم و بربریت سے نکل کر نہ صرف یہ کہ اسلام میں داخل ہو جاتی ہے بلکہ اسلام کی پاسبان بن کر ایک نئی تاریخ مرتب کرتی ہے۔

شاعر مشرق علامہ اقبال اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

ان واقعات سے اہل ایمان کی تسکین ہوتی ہے اور یقین میں زیادتی کا باعث بنتے ہیں، اللہ پاک کا دین ہی غالب ہو کر رہے گا۔ اس نے صاف اعلان کر دیا ہے: "لیظهره علی الدین کله" اس کا دین اسلام ہر دین پر غالب ہوگا۔

"وہ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں حال آنکہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچائے گا۔"

دشمن اسلام اسلام کی روشنی کو بجھانے اور اس کی اشاعت کو روکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں، لیکن الحمدللہ اسلام بڑھ رہا ہے، خود دشمنوں کے ملکوں میں پھیل رہا ہے آئے دن انفرادی و اجتماعی طور پر لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلام کا مستقبل روشن ہے، یہ پھیلے گا اور خوب پھیلے گا۔

سچ فرمایا صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے:

"روئے زمین پر کوئی کچا پکا گھر نہ بچے گا جس میں اسلام داخل نہ ہو جائے، عزت والے کی عزت کے ساتھ اور ذلت والے کی ذلت کے ساتھ۔" (رواہ احمد عن المقداد مشکوٰۃ ۲۴)

یعنی جو لوگ اسلام کے کلمے کو قبول کر کے معزز بننا چاہیں گے وہ باعزت بن جائیں گے اور جو اسے دل سے قبول نہ کریں گے ان کے گھروں میں مکانوں میں بھی یہ کلمہ داخل ہو کر رہے گا اور وہ لوگ ذلیل ہو کر رہیں گے۔

بہر کیف اسلام کی اشاعت و تبلیغ اور تفہیم اس زمانے کی اہم ترین ضرورت ہے جس کا احساس بھی نہیں بلکہ عملی طور پر انجام دہی اہل علم کی اولین ذمہ داری ہے تاکہ پیاسی قومیں اسلام کے شیریں چشمے سے سیراب ہو سکیں۔

☆☆..........☆..........☆☆

ختم نبوۃ

بیمار پُرسی کا ثواب

ہر مرض کی دوا ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہر بیماری کی دوا ہے' جب دوا بیماری کے موافق ہو جاتی ہے' اللہ تعالیٰ کے حکم سے مریض اچھا ہو جاتا ہے۔ (مسلم' مشکوٰۃ)

سنن ابی داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں حضرت ابوالدردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے بتایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ شانہ نے مرض بھی نازل کیا اور دوا بھی اتاری اور ہر مرض کے لیے دوا پیدا کی اس لیے دوا کرو' البتہ حرام چیز سے علاج مت کرو۔" (زادالمعاد)

علاج کا اہتمام اور اس میں احتیاط

حضور اکرم ﷺ حالت مرض میں خود بھی دوا کا استعمال فرمایا کرتے اور لوگوں کو علاج کروانے کی تلقین بھی فرماتے' ارشاد فرمایا اے بندگان خدا! دوا کیا کرو کیونکہ خدا نے ہر مرض کی شفاء مقرر کی ہے بجز ایک مرض کے' لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا " بہت زیادہ بڑھاپا" (ترمذی' زادالمعاد)

آپ ﷺ بیمار کو طبیب حاذق سے علاج کرانے کا حکم فرماتے اور پرہیز کرنے کا حکم دیتے (زادالمعاد)

نادان طبیب کو طبابت سے منع فرماتے اور اسے مریض کے نقصان کا ذمہ دار ٹھہراتے۔ (زادالمعاد)

حرام اشیاء کو بطور دوا استعمال کرنے سے منع فرماتے۔ ارشاد فرماتے : اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں میں تمہارے لیے شفا نہیں رکھی' (زادالمعاد)

مریضوں کی عیادت

صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں جو بیمار ہو جاتا' حضور اکرم ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔ (زادالمعاد)

مریض کی عیادت کے لیے کوئی دن مقرر کرنا آنحضرت ﷺ کی سنت طیبہ میں سے نہیں تھا' بلکہ آپ ﷺ دن رات تمام اوقات میں (حسب ضرورت) مریضوں کی عیادت فرماتے - (زادالمعاد)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مریض کے پاس عیادت کرنے کے سلسلہ میں شور و شغب نہ کرنا اور کم بیٹھنا بھی سنت ہے' (مشکوٰۃ)

آپ ﷺ مریض کے قریب تشریف لے جاتے اور اس کے سرہانے بیٹھتے۔ اس کا حال دریافت فرماتے اور پوچھتے طبیعت کیسی ہے؟ (زادالمعاد)

آنحضرت ﷺ عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو بیمار کی پیشانی اور نبض پر ہاتھ رکھتے' اگر وہ کچھ مانگتا تو اس کے لیے وہ چیز منگواتے اور فرماتے مریض جو مانگے وہ اس کو دو' اگر مضر نہ ہو۔ (حصن حصین)

تسلی و ہمدردی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کے دل کو خوش کرو (یعنی اس کی عمر اور اس کی زندگی کے بارے میں اس کو خوش کرو (اس طرح کی باتیں کسی ہونے والی چیز کو رد تو نہ کر سکیں گی لیکن اس سے اس کا دل خوش ہو گا اور یہی عیادت کا مقصد ہے۔ (جامع ترمذی سنن ابن ماجہ' معارف الحدیث)

کبھی آپ ﷺ مریض کی پیشانی پر دست مبارک رکھتے' پھر اس کے سینہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرتے اور دعا کرتے' اے اللہ' اسے شفاء دے' اور جب آپ ﷺ مریض کے پاس تشریف لے جاتے' تو فرماتے فکر کی کوئی بات نہیں انشاء اللہ تعالیٰ سب ٹھیک ہو جائے گا' بسا اوقات آپ ﷺ یہ فرماتے کہ بیماری گناہوں کا کفارہ اور طہور بن جائے گی۔ (زادالمعاد)

عیادت کے فضائل

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ مؤمن جب اپنے صاحب ایمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ گویا جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم شریف)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ یا کسی قریب المرگ شخص کے پاس جاؤ تو اس کے سامنے بھلائی کا کلمہ زبان سے نکالو' کیونکہ تم جو کچھ کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ (مسلم مشکوٰۃ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی مریض کی عیادت کو جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لیے دعا کرے اس لیے کہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کے مانند ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

مریض پر دم اور اس کیلئے دعائے صحت

آپ ﷺ مریض کے لیے تین بار دعا فرماتے، جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی۔ اے اللہ سعد کو شفاء دے اے اللہ سعد کو شفاء دے۔ اے اللہ سعد کو شفا دے۔ (زادالمعاد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنا داہنا ہاتھ اس کے جسم پر پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے، اذھب الباس رب الناس الخ (اے سب آدمیوں کے پروردگار! اس بندے کی تکلیف دور فرما دے اور شفاء عطا فرمادے، تو ہی شفاء دینے والا ہے، پس تیری ہی شفاء شفاء ہے، ایسی کامل شفاء عطا فرما جو بیماری کو بالکل نہ چھوڑے) (صحیح بخاری، وصحیح مسلم، معارف الحدیث)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خود بیمار ہوتے تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم فرمایا کرتے اور خود اپنا دست مبارک اپنے جسم پر پھیرتے، پھر جب آپ ﷺ کو وہ بیماری لاحق ہوئی جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی تو میں وہی معوذات پڑھ کر آپ پر دم کرتی جن کو پڑھ کر آپ ﷺ دم کیا کرتے تھے، اور آپ ﷺ کا دست مبارک آپ ﷺ کے جسم پر پھیرتی۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث)

حضور ﷺ مریض کی پیشانی یا دکھتی ہوئی جگہ پر داہنا ہاتھ رکھ کر فرماتے۔ اللھم اذھب الباس رب الناس اشف انت الشافی لا شفاء الاشفاء ک شفاء لا یغادرسنقما۔

ترجمہ: "اے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف کو دور فرما اور شفاء دے تو ہی شفاء دینے والا ہے، تیری شفاء کے علاوہ کوئی شفاء نہیں ہے، ایسی شفاء دے جو ذرا مرض نہ چھوڑے۔"

یہ دعا بھی وارد ہے: اللھم اشفه اللھم عافه

ترجمہ: اے اللہ! اس کو شفاء دے اور اس کو عافیت دے۔"

یا سات مرتبہ یہ دعا پڑھے:

اسال اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک

ترجمہ: میں سوال کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جو بڑا ہے اور عرش عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفاء بخشے۔"

جس شخص نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کی موت نہ آئی ہو اور یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس مریض کو اس مرض سے ضرور شفاء دے گا۔ (مسلم، بخاری، ترمذی، زادالمعاد، ابوداؤد، حصن حصین)

حضرت عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درد کی شکایت کی جو ان کے جسم کے کسی حصہ میں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس جگہ پر اپنا ہاتھ رکھو جہاں تکلیف ہے اور تین دفعہ کہو بسم اللہ اور سات مرتبہ کہو اعوذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شر ما اجد و احاذر (میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی قدرت کی اس تکلیف کے شر سے جو میں پارہا ہوں اور جس کا مجھے خطرہ ہے) کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری وہ تکلیف دور فرما دی۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھ کر حضرات حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو اللہ کی پناہ میں دیتے تھے۔

اعیذ بکلمات اللہ التامہ من شر کل شیطان وھامہ ومن کل عین لامتہ

ترجمہ: میں تمہیں پناہ دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی ہر شیطان کے شر سے اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر اثر ڈالنے والی آنکھ سے۔"

اور فرماتے تھے کہ تمہارے جدا مجد ابراہیم علیہ السلام اپنے دونوں صاحبزادوں اسمٰعیل و اسحٰق علیہ السلام پر ان کلمات سے دم کرتے تھے۔ (معارف الحدیث، رواہ البخاری)

جس کے زخم یا پھوڑا یا کوئی تکلیف ہوتی، آپ ﷺ اس پر دم کرتے، چنانچہ شہادت کی انگلی زمین پر رکھ دیتے، پھر دعا پڑھتے۔

بسم اللہ تربۃ ارضنا بریقۃ بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا

ترجمہ: میں اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں یہ ہماری زمین کی مٹی ہے جو ہم میں سے کسی کے تھوک میں ملی ہوئی ہے یہ ہمارے بیمار کو ہمارے رب کے حکم سے شفاء دے گی۔" اور اس جگہ انگلی پھیرتے۔ (زادالمعاد)

حالت مرض کی دعا

جو شخص حالت مرض میں یہ دعا چالیس مرتبہ پڑھے، اگر مرا تو شہید کے برابر ثواب ملے گا اور اگر اچھا ہو گیا تو تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین

اگر مرض میں یہ دعا پڑھے اور مرجائے تو اس کو دوزخ کی آگ نہ لگے گی'

لا الہ الا اللہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لا الہ الا اللہ لہ الملک ولہ الحمد لا الہ الا اللہ و لاحول ولا قوۃ الا باللہ (ترمذی نسائی' ابن ماجہ)

زمانہ بیماری میں صدق دل اور سچے شوق سے یہ دعا کرے۔ (معارف الحدیث)

اللھم رزقنی شھادہ فی سبیلک واجعل موتی ببلد رسولک (حصن حصین)

ترجمہ : اے اللہ ! مجھے اپنے راستہ میں شہادت کی توفیق عطا فرما اور کیجئے میری موت اپنے رسول اللہ ﷺ کے شہر میں"۔

بیماری میں زمانہ تندرستی کے اعمال کا ثواب

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی بندہ بیمار ہو یا سفر میں جائے اور اس بیماری یا سفر کی وجہ سے اپنی عبادت وغیرہ کے معمولات پورا کرنے سے مجبور ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے اعمال اسی طرح لکھے جاتے ہیں جس طرح وہ صحت و تندرستی کی حالت میں اور زمانہ اقامت میں کیا کرتا تھا۔ (صحیح بخاری' معارف الحدیث)

تکلیف وجہ رفع درجات

محمد ابن خالد سلمی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ ان کے دادا سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی بندہ مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا بلند مقام طے ہو جاتا ہے جس کو وہ اپنے عمل سے نہیں پا سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی جسمانی یا مالی تکلیف میں یا اولاد کی طرف سے کسی صدمہ یا پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے پھر اس کو صبر کی توفیق دے دیتا ہے' یہاں تک کہ ان مصائب و تکالیف (ان پر صبر) کی وجہ سے اس بلند مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے جو اس کے لیے پہلے سے طے ہو چکا تھا۔ (معارف الحدیث' مسند احمد' سنن ابی داؤد)

وجہ کفارہ سیئات

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مومن کو جو بھی بیماری' جو بھی پریشانی' جو بھی رنج و غم اور جو بھی اذیت پہنچتی ہے' یہاں تک کہ کانٹا بھی اس کے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے ذریعہ اس کے گناہوں کی صفائی فرما دیتا ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم' معارف الحدیث)

موت کی یاد اور اس کا شوق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگو! موت کو یاد کرو اور اس کو یاد رکھو جو دنیا کی لذتوں کو ختم کر دینے والی ہے"(جامع ترمذی' سنن نسائی' سنن ابن ماجہ' معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "موت مومن کا تحفہ ہے" (شعب الایمان للبیہقی' معارف الحدیث)

موت کی تمنا اور دعا کرنے کی ممانعت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی تکلیف اور دکھ کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اور نہ دعا کرے اور اگر اندر کے داعیہ سے بالکل ہی مجبور ہو تو یوں دعا کرے :

اللھم احینی ما کانت الحیوۃ خیرالی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرالی

ترجمہ : اے اللہ ! جب تک زندگی بہتر ہو اس وقت تک مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لیے موت بہتر ہو اس وقت مجھے دنیا سے اٹھا لے۔" (صحیح بخاری و مسلم' معارف الحدیث)

موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں تو کیا کریں؟

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مرنے والوں کو کلمہ لا الہ الا اللہ کی تلقین کریں۔ (صحیح مسلم' معارف الحدیث)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مرنے والوں پر سورۃ یٰسین پڑھا کرو۔ (معارف الحدیث۔ مسند احمد۔ سنن ابی داؤد۔ سنن ابن ماجہ)

سکرات الموت

مرنے والے کا منہ مرتے وقت قبلہ کی طرف کر دیں اور خود وہ یہ دعا مانگے۔

اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ اور لا الہ الا اللہ پڑھے اور اللھم اعنی علی غمرات الموت وسکرات الموت

ترجمہ: "اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے اوپر والے ساتھیوں میں پہنچا دے۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ اے اللہ! موت کی سختیوں (کے اس موقع) میں میری مدد فرما۔"

(ترمذی)

جان کنی

جب کسی پر موت کا اثر ظاہر ہو یعنی اس کے دونوں قدم ڈھیلے ہو جائیں اور ناک ٹیڑھی ہو جائے اور کنپٹیاں دب جائیں تو چاہیے کہ اس کو داہنی طرف قبلہ رخ لٹائیں اور مستحب یہ ہے کہ کلمہ شہادت کی تلقین اس طرح کریں کہ کوئی نیک آدمی اس کے پاس بلند آواز سے کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ اور اس کے پڑھنے کے لیے اصرار نہ کریں اس لیے کہ وہ اپنی تکلیف میں مبتلا ہے اگر وہ ایک بار پڑھ لے تو کافی ہے اور اس کے بعد وہ اور کوئی بات کرے تو پھر ایک بار اسی طرح تلقین کرے اور مستحب ہے کہ اس کے پاس سورہ یٰسین پڑھے اور نیک اور متقی آدمی اس کے پاس موجود رہیں۔ (ترمذی)

جب موت واقع ہو جائے تو اہل تعلق یہ دعا پڑھیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیراً منھا۔ (ترمذی)

ترجمہ: بیشک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں اے اللہ! میری مصیبت میں اجر دے اور اس کے عوض مجھے اس سے اچھا بدلہ عنایت فرما۔"

جب موت واقع ہو جائے تو کپڑے کی پٹی سے اس کی داڑھی سر کے ساتھ باندھ دیں اور نرمی سے آنکھیں بند کر دیں اور باندھتے وقت پڑھیں۔

بسم اللہ وعلیٰ ملتہ رسول اللہ اللھم یسر علیہ امرہ وسھل علیہ ما بعدہ واسعدہ بلقائک واجعل ماخرج الیہ خیراً مما خرج عنہ ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے دین پر اے اللہ! اس میت پر اس کا کام آسان فرما اور اس پر وہ زمان آسان فرما جو اب اس کے بعد آئے گا' اور اس کو اپنے دیدار (مبارک) سے مشرف فرما اور جہاں گیا ہے (یعنی آخرت) اس کو بہتر کر دے اس جگہ سے جہاں سے گیا ہے (یعنی دنیا سے) پھر اس کے بعد اس کے ہاتھ پیر سیدھے کر دیں اور مستحب ہے کہ اس کے کپڑے اتار کر ایک چادر اوڑھائیں اور چارپائی یا چوکی پر رکھیں زمین پر نہ چھوڑیں' پھر اس کے دوست احباب کو خبر کر دیں تاکہ اس کی نماز میں زیادہ سے زیادہ شریک ہوں اور اس کے لیے دعا کریں اور مستحب ہے کہ اس کے ذمہ جو قرض ہو اس کو ادا کریں اور تجہیز و تکفین میں جلدی کریں

غسل سے پہلے میت کے قریب قرآن پڑھنا منع ہے۔

واللہ ولی التوفیق

بشکریہ مبین ٹرسٹ، اسلام آباد

مرزا طاہر کو لندن سے گرفتار کیا جائے

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات فیصل آباد مولوی فقیر محمد نے قادیانی جماعت کے بھگوڑے سربراہ مرزا طاہر احمد قادیانی غیر مسلم کی طرف سے پاکستان کے علاقوں شکر گڑھ، سیالکوٹ اور بھارت کے علاقہ قادیان اور اس سے ملحقہ کشمیری علاقے پر مشتمل آزاد قادیانی ریاست کے اعلان کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ ملک توڑنے کی سازش کرنے پر مرزا طاہر قادیانی کو انٹرپول کے ذریعہ لندن سے گرفتار کر کے پاکستان میں بغاوت کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے اور اسلام ملک دشمن قادیانی جماعت انجمن احمدیہ چناب نگر پاکستان کے خلاف قانون قرار دے کر اس کے تمام اثاثے اور فنڈز ضبط کر لئے جائیں قادیانیوں کی پاکستانی شہریت منسوخ کر کے ان کے شناختی کارڈ، پاسپورٹ ضبط، منسوخ کر دیئے جائیں اور قادیانیوں، مرزائیوں کو ملک بدر کر دیا جائے، جبکہ قادیانی جماعت نے ۱۹۴۷ء میں ضلع گورداسپور بھارت میں شامل کروایا تھا جن کی تین تحصیلیں بٹالہ، پٹھانکوٹ، گورداسپور بھارت میں شامل کی گئیں اور تحصیل شکر گڑھ پاکستان، سیالکوٹ میں شامل کی گئی۔ قادیانی جماعت متعدد بار اپنی حکومت قائم کرنے کا اعلان کر چکی ہے مگر ہر دفعہ ناکامی ہوئی مسلمانان پاکستان ملک عزیز پاکستان آخری دم تک حفاظت کریں گے۔

بقیہ: مسئلہ کشمیر اور قادیانیت

راقم نے نواب کالاباغ کی یہ گفتگو محترم مجید نظامی ایڈیٹر نوائے وقت سے بیان کی تو انہوں نے تائید کی ان سے بھی نواب صاحب یہی روایت کر چکے ہیں۔

۲۔ ڈاکٹر جاوید اقبال سے ذکر کیا تو حیران ہوئے فرمایا کہ اس جولائی میں سر ظفر اللہ خان نے مجھے امریکہ میں کہا تھا کہ میں صدر ایوب کو پیغام دوں کہ یہ وقت کشمیر پر چڑھائی کے لیے موزوں ہے' پاکستانی فوج ضرور کامیاب ہوگی جہاں تک ہندوستان کے ہاتھوں بین الاقوامی سرحد کے آلودہ ہونے کا تعلق ہے ایسی کوئی چیز نہ ہوگی۔ میں نے صدر ایوب سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا مجھ سے کہہ دیا ہے اور کسی سے نہ کہنا۔

صدر ایوب کے سر ظفر اللہ خاں نے پیغام دے کر اور جنرل اختر ملک نے خود حاضر ہو کر علاوہ دوسرے زعماء کے یقین دلایا تھا کہ کشمیر پر حملہ کرنے سے بھارت اور پاکستان میں براہ راست جنگ نہ ہوگی۔ (عجمی اسرائیل ص ۳۳۔۳۴۔۳۵ از شورش کاشمیریؒ)

قسط نمبر ۲

تحریر:۔ محمد طاہر رزاق

مسئلۂ کشمیر اور فتنۂ قادیانیت

اس پر انتہائی خوش کن اضافہ یہ ہوا کہ علامہ اقبالؒ نے مئی ۱۹۳۳ء میں خود اور خان بہادر حاجی رحیم بخش اور سید محسن شاہ وغیرہ بارہ اشخاص نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو لکھ بھیجا کہ آئندہ کشمیر کمیٹی کا صدر غیر قادیانی ہوا کرے گا۔ یہ قصر قادیانیت میں زلزلہ برپا کر دینے والی خبر تھی۔ علامہ اقبالؒ کو یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ قادیانی کشمیر اور کشمیر کمیٹی کے متعلقہ سارے راز انگریزوں تک پہنچاتے ہیں۔ اس کی تصدیق کے لیے علامہ اختر فتح پوری فرماتے ہیں۔ میاں صاحب (مرزا بشیر الدین محمود) کے خاندان کے ایک انتہائی قریبی عزیز نے بلاواسطہ میرے پاس بیان کیا کہ

"حضور (مرزا بشیر الدین محمود) تمام کارگزاری کی رپورٹ باقاعدہ طور پر انگریزی حکومت کو بھجوایا کرتے تھے۔ ایک رات پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کے دو آدمی علامہ اقبالؒ کے مکان پر آئے۔ انہوں نے علی بخش سے پوچھا۔ علامہ صاحب کہاں ہیں۔ ہم ان سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ علی بخش نے کہا وہ سو رہے ہیں' انہوں نے کہا کہ انہیں فوراً جگا دیں۔ ہمیں ان سے ایک ضروری کام ہے اور اسی وقت ہم نے واپس بھی جانا ہے۔ علامہ قریب ہی سوئے ہوئے تھے۔ ان کی آواز سن کر بیدار ہو گئے تو انہوں نے علامہ اقبالؒ کے سامنے وہ تمام ریکارڈ رکھ دیا جو میاں محمود احمد نے گورنمنٹ کو بھیجا تھا۔ نیز انہوں نے کہا اگر ہمارے متعلق یہ پتہ چل جائے کہ ہم یہ فائلیں اٹھا کر یہاں آئے ہیں تو ہماری سزا موت کے سوا کچھ نہیں۔ مگر ہمیں اس بات پر حیرت ہے کہ آپ نے ایک ایسے آدمی کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنایا ہوا ہے جو گورنمنٹ کا جاسوس ہے۔" (قادیانی تحریک کا سیاسی پس منظر۔ ص ۳۰۔۳۱ از علامہ اختر فتح پوری)

جب مرزا بشیر الدین نے کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا تو اس کے ساتھ ہی دوسرے قادیانی حضرات بھی ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ گئے۔ تجوریوں کے منہ بھی بند ہو گئے۔ جو قادیانی وکلاء ریاست میں مسلمانوں کے مقدمات لڑ رہے تھے انہوں نے مقدمات کی پیروی بند کر دی۔ گویا بشیر الدین کے صدارت سے ہٹنے سے سارے قادیانی کشمیر کمیٹی سے بہت پرے ہٹ گئے۔ جب کمیٹی کے کاموں میں بہت زیادہ رکاوٹیں پڑنے لگیں تو کمیٹی ایک تعطل کا شکار ہو گئی کیونکہ کمیٹی کے کرتا دھرتا تو قادیانی ہی تھے۔ علامہ اقبالؒ قادیانیوں کے رویے سے تنگ آ چکے تھے۔ لہٰذا علامہ اقبالؒ قادیانیوں کے رویے سے بددل ہو کر صرف ۴۳ دن بعد کشمیر کمیٹی سے مستعفی ہو گئے۔

علامہ اقبالؒ نے کشمیر کمیٹی سے اپنی صدارت کے استعفیٰ میں لکھا۔

"بدقسمتی سے کمیٹی میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے مذہبی فرقہ کے امیر کے سوا کسی دوسرے کا اتباع کرنا گناہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ احمدی وکلاء میں سے ایک صاحب نے جو میرپور کے مقدمات کی پیروی کر رہے تھے' حال ہی میں اپنے ایک بیان میں واضح طور پر اس خیال کا اظہار کر دیا' انہوں نے صاف طور پر کہا کہ وہ کسی کشمیر کمیٹی کو نہیں مانتے اور جو کچھ انہوں نے یا ان کے ساتھیوں نے اس ضمن میں کیا وہ ان کے امیر کے حکم کی تعمیل تھی۔" (اقبال اور سیاست ملی ص ۳۰۲ از رئیس احمد جعفری)

کشمیر کمیٹی کے خاتمہ کے بعد بھی عیار قادیانی اپنی عیاری اور مکاری کو ریاست میں جاری رکھنا چاہتے تھے۔ انہوں نے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ ایک اور ادارہ "تحریک کشمیر" کے نام سے قائم کرنا چاہا اور پھر اس سے بھی زیادہ ڈھٹائی سے علامہ اقبالؒ سے درخواست کی کہ وہ کرسی صدارت سنبھالیں۔

"ڈاکٹر صاحب اب قادیانی تحریک کے سخت مخالف بن چکے تھے اور ان کا خیال تھا کہ تحریک کشمیر کے نام پر قادیانی حضرات اپنے عقائد کی نشر و اشاعت کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے اس آفر کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔" (اقبال کا سیاسی کارنامہ ص۔ ۱۸۵ از محمد احمد خان)

حد بندی کمیشن اور قادیانیوں کا گھناؤنا کردار:۔ مسلمانان ہند کی طویل جدوجہد کے بعد جب غلامی کی شب دیجور سحر آشنا ہو رہی تھی اور دنیا کے نقشے پر سب سے بڑی اسلامی ریاست "پاکستان" معرض وجود میں آ رہی تھی۔ تقسیم ہندوستان کے لیے حد بندی کمیشن مصروف عمل تھا۔ مسلم اکثریت کے علاقوں کو پاکستان میں اور مسلم اقلیت کے علاقوں کو ہندوستان میں شامل ہونا تھا۔ کانگریس اور مسلم لیگ کے نمائندے اپنے اپنے دلائل دے رہے تھے۔ جب حد بندی کمیشن ضلع گورداسپور پہنچا تو قادیانیوں نے کمیشن کے سامنے اپنا الگ محضر نامہ پیش کیا۔ الگ نقشہ پیش کیا۔ اپنے محضر نامہ میں قادیانیوں نے اپنی تعداد' اپنے علیحدہ مذہب' فوجی و سول ملازمین کی کیفیات اور دیگر تفصیلات درج کیں اور مطالبہ کیا کہ قادیان

کو ٹیکن سٹی قرار دیا جائے۔ قادیانیوں کا ویٹیکن سٹی کا مطالبہ تو منظور نہ ہوا لیکن ان کے الگ محضر نامہ پیش کرنے کی وجہ سے مسلمان اقلیت میں رہ گئے اور گورداسپور کا ضلع ہندوستان کی جھولی میں ڈال دیا گیا۔ مسلم لیگ شروع سے اس زعم میں مبتلا رہی کہ قادیانی پاکستان کا ساتھ دیں گے لیکن مرزا قادیانی کی امت نے وہ ہاتھ دکھایا کہ مسلم لیگ ٹک ٹک دیکھتی رہ گئی۔ مسلم لیگ کے ساتھ یہ سلوک کیوں نہ ہوتا کیونکہ مسلم لیگ کے موقف کا وکیل ظفر اللہ قادیانی تھا۔ جس کا روحانی پیشواء متعدد مرتبہ متعدد جگہوں پر پاکستان کے بارے میں اپنے خبث باطن کا اظہار اس طرح کرتا رہا۔

"ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک پاکستان کا بننا اصولاً غلط ہے۔" (الفضل ۱۲۔ ۱۳ اپریل ۱۹۴۷ء خطبہ مرزا محمود احمد)

"ممکن ہے عارضی طور پر کچھ افتراق (علیحدگی) ہو اور کچھ وقت کے لیے دونوں قومیں (ہندو مسلم) جدا جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دور ہو جائے' بہر حال ہم چاہتے ہیں اکھنڈ ہندوستان بنے۔" (قادیانی روزنامہ الفضل ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور ہم کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح متحد ہو جائیں۔" (الفضل ۱۶ مئی ۱۹۴۷ء خطبہ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیاں)

یہ تو تھے اس کے روحانی لیڈر کے زہر آلود خیالات اور خود ظفر اللہ نے بانی پاکستان محمد علی جناحؒ کا نماز جنازہ نہ پڑھی بلکہ باہر ٹانگیں پسارے بیٹھا رہا اور پھر جب وزیر اعظم لیاقت علی خان نے اس کی وطن دشمن سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے اسے وزیر خارجہ کے عہدہ سے الگ کرنے لگے تو اس نے اپنے ایک جرمن نژاد لے پالک کنزے کے ذریعے وزیر اعظم خان لیاقت علی خان کو اس وقت قتل کروا دیا جب وہ راولپنڈی میں ایک جلسہ عام سے خطاب فرمانے والے تھے۔ ظفر اللہ خاں نے مسلم لیگ اور مسلمانوں کا موقف خاک پیش کرتا تھا جس کی اپنی جماعت نے مسلمانوں سے الگ اپنا محضر نامہ پیش کیا۔

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

ستم بالائے ستم پھر یہ ظفر اللہ قادیانی مقدمہ کشمیر کا وکیل بن کر یو۔این۔او میں جا پہنچا اور لمبی لمبی' فضول اور بے ہودہ تقریریں کر کے وقت ضائع کرتا رہا اور مسئلہ کشمیر کو بے جان و کمزور کرتا رہا۔ ہم اس انہونی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے یہی کہہ سکتے ہیں۔

وہ اک شخص جو آیا ہے آندھیاں لے کر
اسی سے اپنے دیئے کی ضمانتیں مانگوں

بھارت کے پاس کشمیر پہنچنے کے لیے گورداسپور واحد زمینی راستہ ہے۔ گورداسپور بھارت کے پاس جانے سے بھارت کو کشمیر میں مداخلت کا بھرپور موقع مل گیا اور اگر گورداسپور بھارت کے پاس نہ جاتا تو مہاراجہ کشمیر کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ پاکستان سے الحاق کرتا۔ پاکستان کے سارے دریا کشمیر سے آتے ہیں اور یوں پاکستان کی دولت کی ساری کنجیاں بھارت کے ہاتھ میں چلی گئیں۔

گورداسپور کے مسلمان اپنے گھروں میں اس امید کے چراغ جلائے بیٹھے تھے کہ گورداسپور ضرور پاکستان میں شامل ہوگا لیکن جب قادیانیوں نے اپنے محضر نامہ کا خنجر ان کی پشت میں گاڑ دیا تو وہ مارے حیرت و تکلیف کے تڑپ اٹھے۔ ہندوؤں اور سکھوں نے ان کے گھر جلا دیئے۔ باہر بھاگے تو نیزے ان کی چھاتیوں کے استقبال کے لیے تیار تھے۔ معصوم بچوں کو ماؤں کی چھاتیوں سے نوچ کر ممتا بھری آنکھوں کے سامنے موت کا رقص کرایا گیا۔ نہتے گھبرو جوانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ دیا گیا۔ ہزاروں لڑکیاں ایسی اغوا ہوئیں کہ پھر ان کا انتظار کرتے ہوئے والدین کی آنکھیں پتھرا گئیں۔ ہندو سورماؤں کے ہاتھوں گہرے زخم اٹھانے والے ہزاروں زخمی اور سفر کی مصیبتیں برداشت نہ کرنے والے بیمار' وطن کی دہلیز کا بوسہ لینے کی تمنا دل ہی میں لیے راہی ملک عدم ہو گئے۔ غرضیکہ وہ حشر بپا ہوا کہ گورداسپور کی زمین خون مسلم سے سرخ ہو گئی۔ فضائیں چیخوں اور آہوں سے بھر گئی ہواؤں میں آنسو تیرنے لگے۔

اور ایک قادیانی آزاد کشمیر کا صدر بن گیا

آزاد کشمیر میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہونے سے قبل ہی قادیانیوں نے انتہائی مکاری و عیاری سے اپنی حکومت قائم کر لی۔ ریاست جموں و کشمیر کے قادیانی جماعت کے صدر غلام نبی گلکار کو آزاد کشمیر کا صدر بنا دیا گیا۔ یہ پروگرام انتہائی خفیہ طریقے سے عمل میں آیا اور انتہائی رازداری سے اسے عملی جامہ پہنا دیا گیا۔ پردے کے پیچھے بیٹھا قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین ساری ہدایات جاری کر رہا تھا۔ گلکار نے حکومت پر بیٹھتے ہی تمام کلیدی عہدوں پر قادیانی مہرے بٹھانے شروع کر دیئے۔ مشہور صحافی کلیم اختر کے مطابق گورنر کشمیر' ڈیفنس سیکرٹری' انسپکٹر جنرل پولیس' ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس' وزیر تعلیم' وزیر زراعت' وزیر صحت' وزیر انصاف' ڈائریکٹر میڈیکل سروسز' چیف انجینئر اور دیگر بہت سے عہدوں پر قادیانی قابض تھے اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے ان قادیانی افسروں کے نام بھی تبدیل کر دیئے گئے تھے کہ مسلمان عوام قادیانیت کی اس سازش کو سمجھ نہ سکیں اور اس

ختم نبوۃ

بھیانک سازش کی گواہی قادیانیوں کی تاریخ سے مل جاتی ہے۔

"اصلی نام مصلحتاً پوشیدہ رکھے گئے اور ان کی جائے ان کے متبادل نام رکھے گئے تاکہ ان کو کام کرنے میں آسانی ہو۔" (تاریخ احمدیت۔ از دوست محمد شاہد جلد ۲ حاشیہ ص ۶۵۷)

قادیانیوں کی یہ حرکت چند دن چل کر چل بسی اور حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں آگئی اور قادیانی عزائم و منصوبے پھر کشمیر کی مٹی میں دفن ہو گئے۔ یہ سارا واقعہ جناب قدرت اللہ شہاب سے سنئے۔

"اصلی آزاد کشمیر گورنمنٹ تو ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کے روز قائم ہوئی تھی۔ لیکن پونچھ میں جہاد کا رنگ اور رخ بھانپ کر غلام نبی گلکار نامی کشمیری قادیانی نے ۲۰ روز قبل ہی ۴ اکتوبر کو اپنی صدارت میں آزاد کشمیر جمہوریہ کے قیام کا اعلان کر دیا۔ غالباً یہ اعلان راولپنڈی کے ایک ہوٹل "ڈان" میں بیٹھ کر کیا گیا۔ اسی ہوٹل کے کمرے میں بیٹھے بیٹھے مسٹر گلکار نے اپنی تیرہ رکنی کیبنٹ بھی منتخب کر لی تھی۔ جو زیادہ تر ایسے افراد پر مشتمل تھی جن کا تعلق قادیانی مذہب سے تھا۔ اس اعلان کے دو روز بعد ۶ اکتوبر کو مسٹر گلکار مظفر آباد کے راستے سری نگر پہنچ گیا۔ جہاں پر اس کی ملاقاتیں شیخ عبداللہ سے بھی ہوئیں۔ اس کے بعد اس کی حرکات و سکنات عام طور پر پردہ راز میں رہیں۔ باور کیا جاتا ہے کہ بارہ مولا سے سری نگر کی جانب مجاہدین کی پیش قدمی کی وجہ سے قادیانیوں کے اپنے منصوبے خاک میں مل گئے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ یہ جنت ارضی بلا شرکت غیرے قادیانیوں کے ہاتھ میں نہیں بلکہ پاکستان جانے والی ہے تو انہوں نے بھی ففتھ کالم کا روپ دھار کر اس امکان کو ملیامیٹ کر دیا۔ (شہاب نامہ ص ۳۸۱۔۳۸۰)

فرقان بٹالین:۔ اسلام دشمن' پاکستان دشمن جنرل گریسی جو بد قسمتی سے پاکستانی فوج کا پہلا کمانڈر انچیف تھا نے قادیانی نوجوانوں پر مشتمل ایک بٹالین تشکیل دی۔ یہ پاکستانی فوج کی ایک باقاعدہ بٹالین تھی۔ فرقان بٹالین اکتوبر ۱۹۴۸ء میں جہاد کشمیر کے سلسلہ میں سیالکوٹ کے نزدیک جموں کے محاذ پر واقع گاؤں "معراج کے" میں متعین کی گئی۔ مرزا بشیر الدین محمود کے بیٹے مرزا ناصر احمد اور مرزا مبارک احمد اس بٹالین کے کرتا دھرتا تھے۔ دراصل یہ بٹالین انگریزوں کی جاسوس بٹالین تھی جو کشمیر سے ساری خبریں جنرل گریسی اور پھر جنرل گریسی کے ذریعے یہ خبریں بھارت کے کمانڈر انچیف جنرل سر آکین لیک تک پہنچ جاتیں۔ اس بٹالین کو کشمیر میں بھیجنے کا مقصد ریاست پر قادیانی قبضہ جمانے کا پروگرام تھا۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ جماعت جس کی بنیاد ہی فرنگی نے اس لیے اٹھائی کہ اس کے ذریعے مسلمانوں کے قلوب سے جذبہ جہاد کی شمع فروزاں کو گل کر سکے۔ جس جماعت کا "نبی" ساری زندگی اپنے کفریہ منہ سے تنسیخ جہاد کی کفریہ تبلیغ میں جتا رہا۔

"آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔" (خطبہ الہامیہ مترجم ص ۲۸۔۲۹ مصنف مرزا قادیانی)

مزید زہر افشانی سنئے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کے لیے تمام جنگوں کا اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳۹ مصنف مرزا قادیانی)

اس جماعت کے افراد ایک بٹالین بنا کر اور وردی پہن کر اور ہتھیار اٹھا کر کشمیر میں کون سے جہاد کے لیے پہنچے تھے۔ یہ "جہاد" صرف کشمیر قادیانی ریاست قائم کرنے کا پروگرام تھا۔ اس مقصد قبیح کے لیے فرقان بٹالین کی جو فوجی سازو سامان دیا گیا اس کی فہرست اس طرح ہے۔

مکمل فوجی وردیاں۔ لوئی سے اعلیٰ فوجی افسر تک ۶۰۰

تھری ناٹ کی رائفلیں	۵۹۹
موٹر نمبر	۲۲۶
گرنیڈ بم	۷۲
مشین گن	۲۰

ان کے علاوہ وائرلیس سیٹ' ٹرانسپورٹ' جاسوسی کے آلات اور کروڑوں روپے کا دیگر سامان جہاد کے منکروں کو "جہاد" کے لیے دیا گیا۔

فرقان بٹالین نے محاذ کشمیر پر جرات و شجاعت و مردانگی کے کون سے درخشاں باب رقم کیے؟

کتنے قادیانی سورماؤں نے وطن عزیز کے لیے جانوں کا نذرانہ پیش کیا؟

کتنے مسلمانوں کے جان و مال اور عصمتوں کی حفاظت کی؟

یہ کام نہ تو انہوں نے کرنا تھے اور نہ ہی انہیں ان کاموں کے لیے بھیجا گیا تھا۔ جو "جہاد" انہوں نے کیا' وہ وہاں پکنک منانے' جاسوسی کرنے اور مفت کی تنخواہیں کھانے کے کام تھے اور یہ سارے کام انہوں نے کمال مہارت سے سرانجام دیئے۔ پھر جب مسلمانوں کے پرزور احتجاج پر وزیراعظم لیاقت علی خان نے اس شیطان بٹالین کو توڑ دیا تو نبوت چور کروڑوں روپے کا ملنے والا سارا اسلحہ چوری کر کے ہضم کر گئے اور حکومت کو کچھ بھی

ختم نبوۃ

واپس نہ کیا۔

ڈھیٹ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

لیکن قادیانی جماعت نے ۱۹۶۵ء میں فرقان بٹالین میں شامل ہر اوئی اور اعلیٰ قادیانی کو "تمغہ دفاع کشمیر" عطا کیا۔ گویا چوروں کے سروں پر پگڑیاں باندھی گئیں اور ڈاکوؤں کی دستار بندی کی گئی۔ لیکن یہ بات کتنی ہوش ربا' خطرناک اور تشویش ناک ہے کہ ایک فوجی بٹالین کو اس کی "کارکردگی" پر ایک سول جماعت اسے تمغوں سے نواز رہی ہے۔

اس کے علاوہ ان کے سرپرست جنرل گریسی نے فرقان بٹالین کو خراج تحسین پیش کیا اور اسے سپاس کا خط لکھا۔ یہ خط تاریخ احمدیت کے ص ۶۷۴ پر موجود ہے۔ جنرل گریسی تحسین و آفرین کا خط کیوں نہ لکھتا ہر آرٹسٹ اپنے شاہکار کی تعریف و توصیف کیا ہی کرتا ہے!

قادیانی سازشیں اور جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء:۔ وطن عزیز پاکستان کو معرض وجود میں آئے اٹھارہ برس گزر چکے تھے۔ پاکستان پر جنرل محمد ایوب خان کی حکومت تھی۔ اتنا طویل عرصہ بیتنے کے بعد اور پاکستان میں انتہائی بااختیار ہونے کے باوجود قادیانیوں کو کشمیر اور قادیان نہیں بھولا تھا۔ ان کے جسم تو یہاں تھے لیکن دل کشمیر اور قادیان میں پڑے تھے۔ وہ باربار کشمیر اور قادیان پر قبضہ کرنے کے لیے انگڑائیاں لیتے لیکن پھر کسی مصلحت کے تحت مجبوراً بیٹھ جاتے۔ ایوب خان کے ساتھ میجر جنرل اختر حسین ملک' سیکرٹری خارجہ عزیز احمد اور پلاننگ کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین ایم ایم احمد (پوتا مرزا قادیانی) کے انتہائی قریبی مراسم تھے۔ اس کے علاوہ کلیدی عہدوں پر فائز درجنوں قادیانیوں نے ایوب خان کے گرد گھیرا ڈال رکھا تھا۔ قادیانیوں نے ان خصوصی تعلقات کو سنہری موقعہ سمجھتے ہوئے ایوب خان کو کشمیر پر حملہ کرنے کے لیے تیار کرنا شروع کیا اور اس پر عمل در آمد کے لیے انہوں نے سائنسی انداز سے منصوبہ بندی کرنی شروع کی۔

وہ اکثر و بیشتر اپنے ہم مذہبوں کو خوش رکھنے کے لیے اور ان کے حوصلے بڑھانے کے لیے انہیں مرزا بشیر الدین محمود کی یہ باتیں سنایا کرتے تھے کہ

"اگر حالات نے اجازت دی اور مشرقی پنجاب (انڈیا) میں جانوں کی حفاظت اور سلامتی کا یقین دلایا گیا تو ہم قادیان میں جو جماعت احمدیہ کا مقدس مرکز ہے' واپس جائیں گے۔" (روزنامہ الفضل ۱۸/ مارچ ۱۹۴۸ء بیان مرزا بشیر الدین)

"پس مایوس نہ ہو اور اللہ پر توکل رکھو اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ میں ایسے سامان پیدا کر دے گا۔ آخر دیکھو یہودیوں نے تیرہ سو سال انتظار کیا اور پھر فلسطین میں آگئے۔ مگر آپ لوگوں کو تیرہ سو سال انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ ممکن ہے 'تیرہ سال بھی نہ کرنا پڑے ممکن ہے' دس سال بھی نہ کرنا پڑے اور اللہ تعالیٰ اپنی برکتوں کے نمونے تمہیں دکھا دے۔" (تقریر مرزا محمود بر سالانہ جلسہ "ربوہ" ۲۸/ دسمبر ۱۹۵۶ء)

قادیانیوں نے کس حد تک منصوبہ بندی کرلی تھی۔ یہ ساری داستان مجاہد ختم نبوت و ممتاز صحافی اور خطیب آغا شورش کاشمیریؒ سے سنئے۔

ا۔ "نواب کالاباغ نے ۱۹۶۵ء کی جنگ کے واقعات پر گفتگو کرتے ہوئے راقم سے بیان کیا کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت کی ورنہ صورت حال کے پامال ہونے کا احتمال تھا۔

نواب صاحب نے فرمایا' میرزائی پاکستان میں حصول اقتدار سے مایوس ہو کر قادیان پہنچنے کے لیے مضطرب ہیں۔ وہ بھارت سے مل کر یا بھارت سے لڑ کر ہر صورت میں قادیان چاہتے ہیں اور اس غرض سے پاکستان کو بازی پر لگانے سے بھی نہیں چوکتے۔ ایک دن میرے ہاں جنرل اختر حسین ملک آئے اور میرے ملٹری سیکرٹری کرنل محمد شریف سے کہا کہ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے پس و پیش کی اور اپنے سیکریٹری سے کہا کہ میں نے جنرل ملک سے اگر ملاقات کی تو صدر ایوب جو مجھ سے پہلے ہی بد ظن ہو چکے ہیں اور بد ظن ہوں گے اور یہ حسن اتفاق ہے کہ میں بھی اعوان ہوں' جنرل ملک بھی اعوان ہے اور تم ملٹری سیکریٹری بھی اعوان ہو۔ صدر ایوب کے کان میں الطاف حسین (ڈان) نے بات ڈال رکھی ہے کہ اس سے کسی امریکن نے کہا ہے کہ نواب کالاباغ ایوب خاں کے خلاف اندر خانہ خود صدر بننے کی سازش کر رہا ہے۔ اس وقت تو جنرل ملک لوٹ گئے لیکن چند دن بعد نتھیا گلی میں ملاقات کا موقع پیدا کر لیا۔ کہنے لگے۔

"میں صدر ایوب کو آمادہ کروں کہ یہ وقت کشمیر پر چڑھائی کرنے کے لیے بہترین ہے۔ یقین ہے کہ ہم کشمیر حاصل کر پائیں گے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ بیٹھے بٹھائے جنرل کو یہ کیا سوجھی؟ بہر حال میں نے عذر کر دیا کہ میں نہ تو فوجی ایکسپرٹ ہوں نہ مجھے جنگ کے مبادیات کا علم ہے۔ آپ خود ان سے تذکرہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ صدر نہیں مانتا۔ وہ کہتا ہے۔ کہ اس لڑائی کے جلد بعد بھارت براہ راست پاکستان کی بین الاقوامی سرحدوں پر حملہ کر دے گا۔

میں نے کہا' صدر مجھ سے پہلے ہی بدگمان ہے۔ وہ لازماً خیال کرے گا کہ اعوان اس کے خلاف سازش کر رہے ہیں۔

جنرل اختر ملک مجھ سے جواب پا کر چلے گئے۔ اس اثناء میں سی آئی ڈی کی معرفت مجھے ایک دستی اشتہار ملا جو آزاد کشمیر میں کثرت سے تقسیم کیا گیا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ "ریاست جموں و کشمیر انشاء اللہ آزاد ہو گی اور اس کی فتح و نصرت احمدیت کے ہاتھوں میں ہو گی۔" (پیش گوئی مصلح موعود)

اور میرے لیے یہ ناقابل فہم نہ تھا کہ جنرل اختر ملک اس پیش گوئی کو سچا بنانے کے لیے دوڑ دھوپ کر رہے تھے۔

باقی صفحہ ۲۲ پر

لاہور کی ڈائری

چناب نگر کی مسلم کالونی، تھانہ، کالج، اسکول کی مقبوضہ خالی زمین قادیانیوں کو واپس نہیں کی جائے گی تحریک ختم نبوت اور ملی یکجہتی کونسل کے وفد کو گورنر پنجاب کی یقین دہانی

لاہور (مولانا عزیز الرحمٰن ثانی) تحریک ختم نبوت اور ملی یکجہتی کونسل کا ایک وفد جناب لیاقت بلوچ کی قیادت میں گورنر پنجاب سے ملا، وفد میں تحریک ختم نبوت کے ممتاز راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، اتحاد العلماً پاکستان کے صدر مولانا عبدالمالک خان، صاحبزادہ سعید الرحمٰن احمد، جمعیت علماً پاکستان کے سردار محمد خان لغاری، پیر اعجاز ہاشمی، سید محفوظ مشہدی اور میاں مقصود احمد جماعت اسلامی شریک تھے۔

وفد نے دیگر امور کے علاوہ گورنر پنجاب کو چناب نگر (ربوہ) کی مسلم کالونی کی خالی زمین، تھانہ چناب نگر کی مقبوضہ خالی قطعہ اراضی، گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج کی خالی زمین قادیانیوں کو واپس کرنے پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ اگر یہ قطعات اراضی قادیانیوں کو واپس کئے جاتے ہیں تو جہاں حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان ہوگا، وہاں امن وامان کے مسائل بھی پیدا ہوں گے اور تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے نتیجہ میں ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کی پوزیشن بھی کمزور ہوگی اور ملک بھر میں بے چینی پیدا ہوگی۔ گورنر پنجاب نے کہا کہ ایسی کوئی صورت کم از کم میرے نوٹس میں نہیں۔ اور نہ ہی یہ قطعات اراضی قادیانیوں کو واپس کر کے طے شدہ امور کو چھیڑا جائے گا، انہوں نے وفد کو اطمینان دلایا کہ حکومت قادیانیوں کے متعلق آئین سے ہٹ کر کوئی نرم گوشہ نہیں رکھتی اور نہ ان کی آئینی حیثیت کو چھیڑنے کا ارادہ رکھتی ہے اور نہ ہی مذکورہ بالا قطعات اراضی انہیں واپس کئے جائیں گے۔

شیخ منیر عالم کے قاتلوں کی عدم گرفتاری تھانہ ملت پارک کی پولیس کے لئے بدنما داغ ہے

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں الحاج بلند اختر نظامی، قاری محمد زبیر، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، میاں عبدالرحمٰن، مولانا سید ضیاء الحسن، مولانا طارق سعید خان نے ایک مشترکہ بیان میں لنڈا بازار کے تاجر شیخ منیر عالم کے سانحہ قتل پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں ان کی خدمات پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ تحریک ختم نبوت کے راہنماؤں نے کہا کہ مرحوم انتہائی نفیس کھرے، باخلاق تاجر تھے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لنڈا بازار کے صدر بھی تھے۔ ان کے قاتلوں کی عدم گرفتاری پولیس کے چہرہ پر بدنما داغ ہے۔ پولیس کے نزدیک انسانی جان کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ مرحوم کا المناک سانحہ قتل تھانہ ملت پارک کی پولیس کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ تحریک ختم نبوت کے راہنماؤں نے ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ وہ شیخ منیر عالم کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے سازش کو بے نقاب کرے، ورنہ دینی جماعتیں تھانہ ملت پارک کا گھیراؤ کرنے پر مجبوری ہوں گے۔

چناب نگر میں قادیانیوں کو جلسہ کی اجازت افراتفری اور افتراق وانتشار کا باعث ہوگی اگر انہیں جلسہ کی اجازت دی گئی تو چناب نگر کو جانے والے تمام راستے بلاک کر دیئے جائیں گے

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں الحاج بلند اختر نظامی، قاری محمد زبیر، میاں عبدالرحمٰن، سید ضیأ الحسن شاہ، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے ایک مشترکہ اخباری بیان میں کہا کہ قادیانیوں کی تبلیغ، جلسہ و جلوس امتناع قادیانیت ایکٹ کی رو سے ممنوع ہے، لہٰذا انہیں چناب نگر میں جلسہ کی اجازت نہ دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ملک میں افراتفری، افتراق وانتشار پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، حکومت انہیں کنٹرول کرے۔ تحریک ختم نبوت کے راہنماؤں نے کہا کہ اگر قادیانیوں کو چناب نگر میں جلسہ کی اجازت دی گئی تو ملک بھر سے مسلمانوں کو چناب نگر میں جانے کی کال دی جائے گی، اور چناب نگر (ربوہ) کو جانے والے تمام راستے بلاک کر دیئے جائیں گے۔

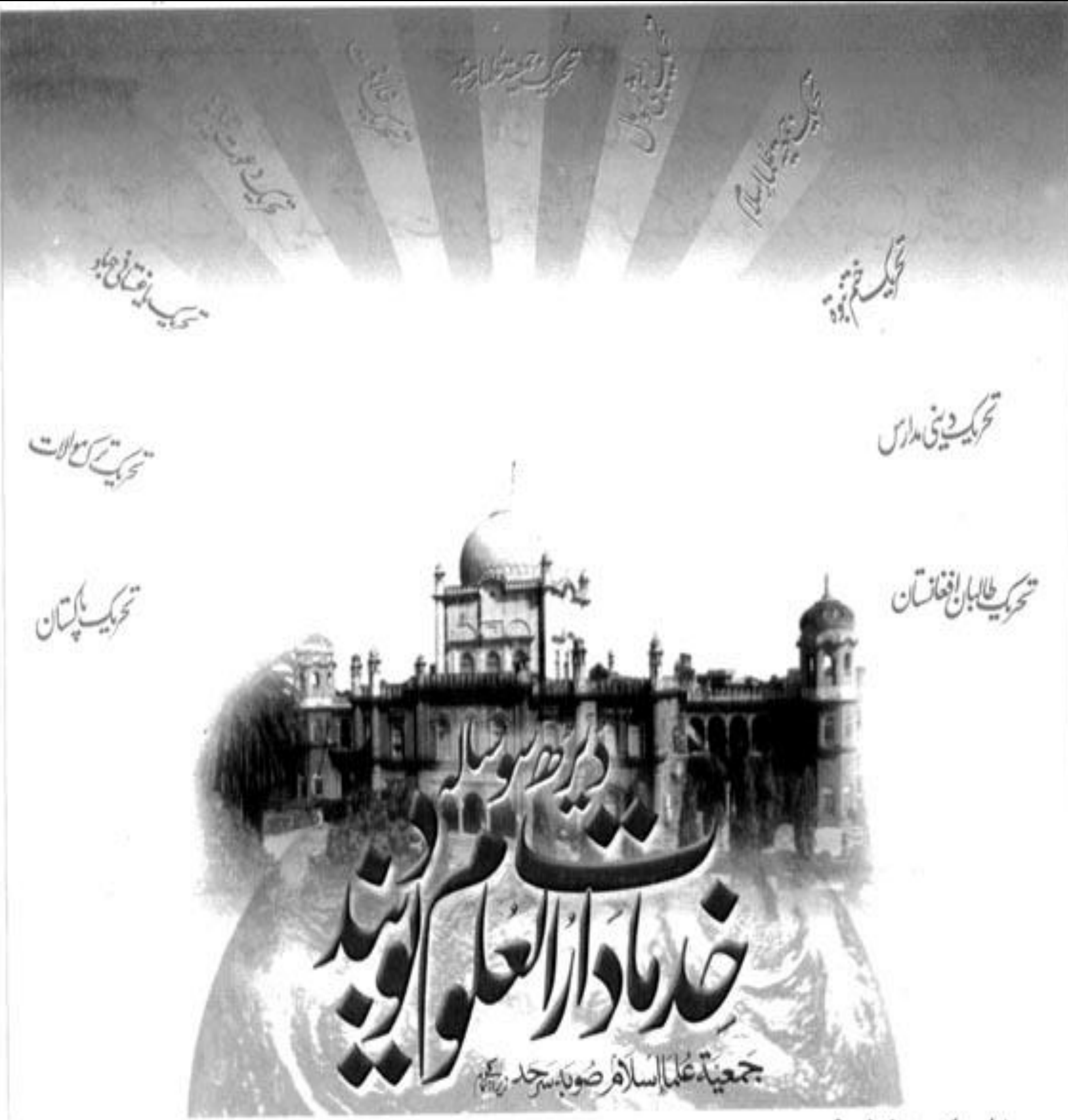

عالمی کانفرنس

بتاریخ ۱۵-۱۶-۱۷ محرم الحرام، ۱۴۲۲ ۹-۱۰-۱۱ اپریل ۲۰۰۱ بمقام پشاور شہر

جس میں جمعیت علماء ہند کے صدر مولانا اسعد مدنی دار العلوم دیو بند کے مہتمم مولانا مرغوب الرحمٰن کے علاوہ افغانستان، انڈیا اور بنگلہ دیش کے مندوبین شرکت فرمائیں گے۔

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد

برائے رابطہ
ابو معاذ مولانا گل نصیب خان ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد
جامعہ معارف العلوم الشرعیہ تیمرگرہ ضلع دیر

فون رابطہ : ٠٩٣٦-٧٦١٥٧١
فون رہائش : ٠٩٣٦-٧٦١٣٦٨
فون مدرسہ : ٠٩٣٥-٨٢١٥٢٩